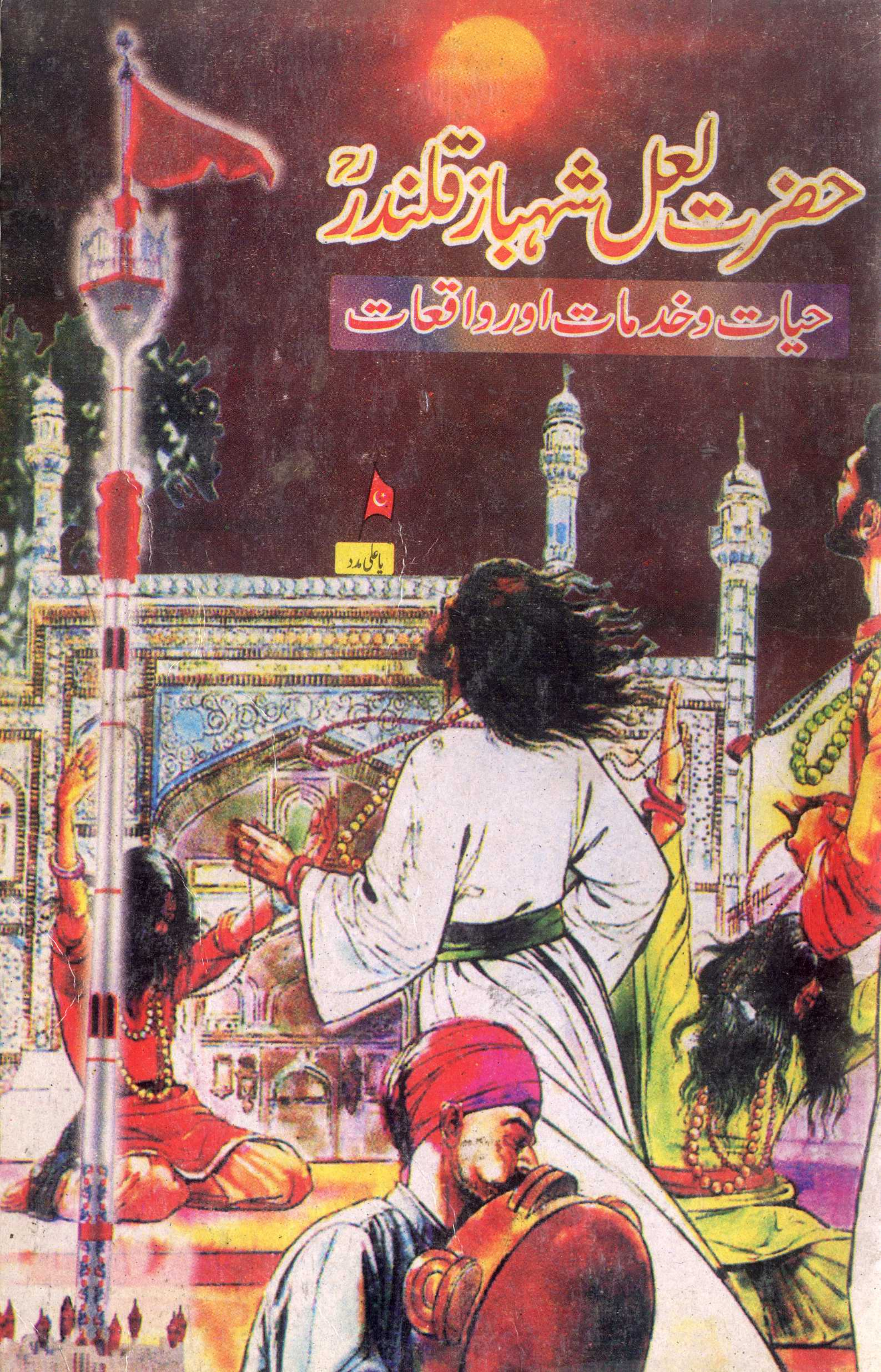


حضرت لعل شہباز قلندرؒ
حیات وخدمات اور واقعات
یا علی مدد

ٹالتے ہیں آفت سخی شہباز قلندرؒ
زندگی کو ہماری نہ کوئی خطر ہے
رضا سلامت رہے میرے سخی کا آستانہ
دیوانگی ہماری سہون کا سفر ہے

حضرت لعل شہباز قلندرؒ

کی حیات وخدمات اور واقعات

مرتب: محمد راشد علی

پیش کردہ

اعجاز حسین اسدی
شکیل احمد اسدی
محمد اکرم اسدی
نزاکت علی قریشی کمالیہ

ہدیہ 30 روپے

اسدی پبلیکیشن حیدرآباد۔ سندھ پاکستان

فہرست مضامین

پیش لفظ

پیارے دوستوں اور بزرگوں اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پروردگار ہے، اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہر شے میں شامل ہے۔ اس کا نور اور عظیمیت ہر ذرہ ہر بشر میں ظاہر ہے اس کی پاکی اور بزرگی اس کے چاہنے والے بندوں کی رگ رگ میں شامل ہے۔ رب کی پاکی اور بزررگی کو ہم حضرت سید عثمان مروندیؒ المعروف حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی روح اور شان میں دیکھتے ہیں کہ قلندر کیا ہے۔ قلندرانہ فیض کیا ہے، قلندرانہ دھمال کیا ہے، قلندر کی مہندی کیا ہے، قلندر کا روحانی فیض، قلندر کے واقعات حیات وخدمات انہی باتوں کے پیش نظر ہم نے اس کتاب کی ترتیب دی ہے جس کا نام ''حضرت لعل شہباز قلندر کی حیات وخدمات اور واقعات'' ہے۔ اس میں رب تعالیٰ کے دوست حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے جانشین امام حسین وحسین رضی اللہ عنہم کے لال اور آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے حالات زندگی کے بارے میں تحریر کر رہے ہیں۔ ہم واحد مرد قلندرؒ زاہد طریقت، زاہد معرفت وحقیقت کامل شریعت وعقیدت اور رندوں کے سردار کے بارے میں اپنے عشق ومحبت کی روشنی میں حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی شان میں یہ کتاب تحریر کر رہے ہیں جو انشاء اللہ آپ پڑھیں گے تو پڑھتے ہیں چلے جائیں گے۔ یہ کتاب یقیناً آپ کو پسند آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دوستوں کی شان اور ان کے بارے میں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اعجاز حسین اسدی

ولادت باسعادت

حضرت سید لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت مروند میں ماہ رجب المرجب ۵۳۸ھ میں ہوئی۔ قلندر نامہ سندھی میں آپ کی ولادت کے سال عمر اور وصال مبارک کے سال کے حوالے سے ایک شعر درج ہے جس کو اکثر مورخین نے اپنے کتابوں میں جگہ دی ہے۔

یہ جو تاریخ شمس الدین عثمان
نظر کن رنج از فلک کرامت ۵۳۸ھ
سن عمرش ولی اللہ وفاتش ۱۱۲ سال
سروش غیب می گوید برحمت

ان اشعار سے بخوبی طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت سید لعل شہباز قلندرؒ کی ولادت ۵۳۸ھ میں ہوئی۔ ۱۱۲ برس بعد ۶۵۰ھ میں وصال ہوا۔ آپ کی ولادت کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے والد محترم سید ابراہیم کبیر الدین جو کہ اپنے وقت کے جید بزرگ اور ولی اللہ تھے اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارتے تھے۔ عبادت میں اس قدر مشغول ہوگئے تھے کہ ایک مدت تک شادی کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ لب تاریخ سندھ میں لکھا ہے کہ ایک رات خواب میں لعل شہباز قلندرؒ کی روح پاک نے اپنے والد محترم سے کہا کہ آپ شادی کریں آپ سے میرا ظہور ہوگا۔ آپ کے والد محترم نے کہا گیا جنت سے باہر آنا افضل ہے۔ اس پر لعل شہباز کی روح نے کہا۔ "ہاں دنیا میں ظہور ہونا احسن ہے۔"

جب سید ابراہیم کبر الدین کو یہ اشارہ ملا تو آپ نے نکاح کرنے کی خواہش کا اظہار

کیا۔ ان دنوں مروند کا حاکم سید سلطان شاہ تھا اس کی بیٹی نہایت پاکباز اور نیک صفت تھی۔ سلطان نے اپنی بیٹی سید ابراہیم کبیر الدینؒ کے نکاح میں دے دی۔ شادی کے موقع پر شہر میں بہت خوشی منائی گئی، کہا جاتا ہے کہ نکاح کے بعد سید ابراہیم کبیر الدینؒ چالیس روز تک اپنی زوجہ محترمہ کے پاس نہ آئے۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا تو فرمایا شادی کے روز میں نے چنے کا ایک ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا دیکھا تھا میں نے اسے اٹھا کر کھالیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس روز تک اس ٹکڑے کا اثر میرے بدن میں رہا، اب جبکہ وہ اثر ختم ہوگیا تو میں نے اپنے گھر کی راہ لی۔

اس قدر نیک اور پاکباز کی پشت مبارک سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ کی جانب منتقل ہوئے اور پھر وہ مبارک گھڑی بھی آگئی جب کہ لعل شہباز قلندر کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد محترم آپ کی ولادت پر بہت خوش تھے۔ پورے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہر طرف سے لوگ آپ کے والد محترم کو مبارکباد دینے کے لئے آنے لگے۔ سارے شہر میں جشن کا سماں بندھ گیا ہر کوئی خوش دکھائی دے رہا تھا، جو بھی آتا وہ حضرت سید لعل شہباز قلندر کا دیدار کرتا اپنے لئے بہت بڑی سعادت کی بات سمجھتا۔ اس لئے کہ لوگ جانتے تھے کہ آپ اللہ کے ولی ہیں اور اپنی ولادت سے پیشتر ہی اپنے والد گرامی کو اپنے ظہور کی بشارت دی تھی۔

اسم گرامی

آپ کا اصل نام سید عثمان ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ولادت کے بعد آپ کا اسم گرامی شاہ حسین رکھا گیا تھا لعل شہباز قلندرؒ سے شہرت پائی، آپ کے بہت سے القاب ہیں جو کہ تاریخ کی مختلف کتب میں ملتے ہیں۔ آپ کا لقب جو مشہور ہے وہ قلندر ہے چونکہ آپ نے

طریقت میں قلندری اختیار کی تھی اس لئے اس لقب سے آپ کو خوب شہرت ملی۔

آپ کو لعل بھی کہا جاتا ہے اس لقب کی وجہ شہرت یہ ہے کہ آپ عام طور پر سرخ رنگ کا لباس پہنتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا لقب لعل مشہور ہوگیا۔ آپ کا ایک لقب مخدوم بھی ہے چونکہ آپ کو علوم ظاہری اور علوم باطنی میں کمال درجہ مہارت تھی اور ان علوم میں آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی اس لئے مخدوم کے لفظ سے بھی یاد کیے جانے لگے۔ چونکہ آپ کے دست سے مالا مال ہوئے تبلیغ اسلام کے اسی سلسلے سے آپ کو شمس الدین کا لقب عطا ہوا۔ مہدی کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔ شہباز کے نام کے شہرت کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ''باز'' نہایت تیز اور جانباز قسم کا پوندہ ہے چونکہ آپ جو بھی کام کرتے اس میں چستی، پھرتی اور تیزی اس قدر زیادہ ہوتی کہ لوگوں نے آپ کو شہباز کا خطاب عطا کر دیا اور آپ قلندر لعل شہباز کے نام سے پکارے جانے لگے اور آپ کے اس نام کو بڑی شہرت ملی۔

چونکہ آپ کا اصل نام عثمان تھا اس نام کے رکھنے کے بارے میں ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے والد محترم سید ابراہیم کبیر الدینؒ کی جب شادی ہوئی تو ایک مدت کے بعد آپ نے ایک دن خواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار حاصل کیا اور آپ نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں میرے حق میں دعا فرمائیں کہ وہ مجھے نیک اور صالح فرزند سے نوازے، اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو ایک فرزند صالح سے نوازے گا۔ لیکن میری اس بات کو یاد رکھنا کہ جب اس کی ولادت ہو تو اس کا نام گرامی ''محمد عثمان'' رکھنا اور جب اس کی عمر تین سو چوراسی یوم ہو جائے تو اس کو لے مدینہ طیبہ میں حاضری دینا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کرنے کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کے مزار مبارک پر حاضر ہونا اور ان کو سلام کرنا چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے والد ماجد کا خواب پورا ہوا اور آپ کی ولادت ہوگئی۔ آپ کے والد محترم نے آپ کا اسم گرامی محمد عثمان رکھ دیا اور پھر جب

آپ ۳۸۴ یوم کے ہوگئے تو آپ کو لے کر مدینہ طیبہ کا رخت سفر باندھا، مدینہ طیبہ پہنچ کر روضہ ﷺ پر حاضری دی اور پھر حضرت عثمان غنیؓ کو سلام کرنے کی غرض سے جنت البقیع میں گئے۔

آپ کے لقب قلندر کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابھی آپ کی ولادت نہ ہوئی تھی کہ آپ کے والد محترم نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ پر قلندروں کی ایک جماعت اکٹھی ہے اور وہ تمام دف بجا کر گا رہے ہیں اور بلند آواز سے کہتے جاتے ہیں کہ سید کبیر کا صاحبزادہ قلندروں میں امیر قلندر ہوگا اور پھر جب کچھ مدت بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد آپ کو بڑے غور سے دیکھتے تھے جب آپ گہوارہ میں لیٹ ہوئے ہوتے تو آپ کی حرکات وسکنات عجیب قسم کی ہوتی تھیں۔ یہ دیکھ کر آپ کے والد محترم کو یقین ہوگیا کہ خواب میں قلندروں کی جماعت نے جو بات کی تھی وہ بات درست تھی اور وہ سچا خواب تھا۔ آپ کے والد ماجد کو آپ کے بچپن کے زمانے سے ہی بخوبی طور پر معلوم ہوگیا کہ آپ میں قلندرانہ رنگ نمایاں موجود تھا۔

حصول تعلیم

حضرتؒ عثمان بن کبیر یا المعروف شہباز قلندر کی تعلیم ابتدائی طور پر حسب معمول اسلامی بنیادی اصول کے تحت تھی حسب معمول اس لئے کہا ہے کہ اس زمانے میں یہی معمول تھا کہ مسلمان اپنے بچوں کو ابتدا ہی سے اسلامی تعلیم سے بہرہ ور کیا کرتے تھے۔ تا کہ ان کو شروع ہی سے اسلام کے بیادی اصولوں سے روشناس کر سکے۔

حضرت شہباز قلندر علیہ الرحمۃ نے فقط سات برس کی عمر میں ہی کلام اللہ شریف حفظ کر لیا تھا۔ کلام اللہ شریف فقط سات برس کی عمر میں حفظ کرنے کے بعد آپؒ نے بہت ہی قلیل

عرصہ میں مروجہ عربی وفارسی علوم میں بھی مکمل مہارت حاصل کرلی۔ یعنی جو بھی اس دور میں علوم تھے ان میں آپ نے مکمل دسترس حاصل کر کے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ اس سلسلہ میں مکمل تفصیل ہمیں تاریخ فیروز شاہی برنی، سید احمد خان کا ایڈیشن صفحہ نمبر 48,67 تاریخ معصومی صفحہ نمبر 40، لب تاریخ سندھ صفحہ نمبر 35 اور مآثر الکرم جلد اول صفحہ 287,85 میں ملتی ہے۔

حصول فیض روحانی

بیعت مرشد

رات کی تاریکی چہار سو چھائی ہوئی تھی۔ لوگ لحافوں میں لپٹے ہوئے سارے دن کے تھکے ہارے خوشگوار نیند کے مزے لوٹ رہے تھے۔ مگر ایسی اندھیری راتیں طالبان حق کے لئے اندھیری تو نہیں ہوتیں، ایسی ہی اندھیری راتوں میں طالبان حق اپنا مقصود پالیا کرتے ہیں۔ ایسی ہی ایک اندھیری رات تھی کہ ایک صاحب کشف وکرامات بزرگ کامل کو ان کی خانقاہ کے باہر ایک نوجوان دکھائی دیا، انہوں نے دیکھا کہ یخ بستہ رات میں ایک نوجوان جو کہ بے حد خوبصورت ہے سرخ لبادے میں ملبوس خاموش سے ان کی توجہ کا منتظر ہے، بزرگ کامل نے بزریعہ کشف معلوم کیا کہ اس نوجوان کا نام حضرت عثمان ہے اور یہ آپ سے فیض روحانی کا طالب ہے۔

یہ بزرگ کامل حضرت بابا ابراہیم ولی علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ معروف مرد قلندر حضرت شیخ جمال مجرد کے مرید تھے، نفحات الانس میں درج ہے کہ شیخ نجیب الدین علی بن برعش شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ایک بزرگ کامل حضرت شیخ ابراہیم مجذوب نام کے تھے۔ چونکہ شیخ نجیب الدین کی وفات 678ھ میں ہوئی چنانچہ یہ خیال تقویت حاصل کرتا ہے کہ یہ وہی شیخ ابراہیم ہے جن کے پاس نوجوان سید عثمان حصول فیض روحانی کے لئے حاضر ہوا تھا۔

الحاصل! حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ نے بعد از کشف سید عثمان کو خانقاہ کے اندر بلوایا اور ان سے کچھ دیر گفتگو کی، صبح نماز فجر ادائیگی کے بعد انہوں نے نووارد نوجوان کو اپنی بیعت سے سرفراز فرمایا، اس کے بعد ایک برس انہوں نے سید عثمان کی تربیت فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ سے قلندری سلسلہ طریقت پر بیعت کی۔ یعنی آپ قلندری طریقت پر ان کے مرید ہوئے، ایک برس کی کامل یکسوئی اور دل و جان سے مرشد کی خدمت کے بعد سید عثمان مروندی کو درجہ کمال حاصل ہوا، چنانچہ پیر کامل حضرت ابراہیم نے آپ کو عرصہ ایک سال کے بعد روحانی فیض خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

مرشد کا تحفہ

حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ نے آپ کو پتھر بھی اور ایک عصا بھی فرمایا، پتھر کو سنگِ مقبول کہا جاتا تھا، مگر اب اس پتھر کو یا سنگ مقبول کو "گلوبند" کہا جاتا ہے۔ یہ پتھر حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ کو ان کے مرشد کامل حضرت سید جمال مجرد سے ملا تھا۔ اس پتھر اور عصا کے متعلق روایت ہے کہ یہ دونوں تبرکات اصل میں حضرت امام زین العابدین کے تھے۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ پتھر حضرت امام زین العابدین کی اسیری کی یادگار ہے۔ جب ان کو گرفتار کرلیا گیا تو ان کے گلے اس پتھر کو طوق کے طور پر لٹکا دیا گیا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ یہ پتھر حجر اسود کا ایک ٹکڑا ہے جو امام زین العابدین کو اپنے آباؤ اجداد سے حاصل ہوا تھا۔

سلسلہ بہ سلسلہ یہ پتھر اور یہ عصا جو کہ بادام کی لکڑی کا بنا ہوا ہے، حضرت امام زین العابدین سے حضرت سید عثمان مروندی تک پہنچا یہ دونوں تبرکات سید عثمان مروندی نے بغداد میں سید علی کو دیں تا کہ وہ ان کو سہون لے جائیں۔ سید علی ہی ان تبرکات سہون لے کر آئے تھے۔ "سنگ مقبول" جس کو آج کل "گلوبند" کہا جاتا ہے حضرت سید عثمان مروندی علیہ الرحمۃ

کے مزار اقدس پر لٹکا ہوا ہے۔ جبکہ عصاء مبارک مزار اقدس میں شمال کی جانب رکھا گیا ہے۔
روایات کے مطابق دونوں تبرکات اپنی جگہ نہایت معتبر اور متبرک حیثیت کے حامل ہیں اور خوش کن بات یہ ہے کہ دیگر متبرکات کی طرح یہ تبرکات زمانے کی چیرہ دستیوں سے پوری طرح محفوظ رہے اور آج بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں، ہزاروں لوگ ان تبرکات کی زیارت کرتے ہیں۔

قلندری طریقہ

قلندری طریقہ کیا ہے اس بارے میں ''قلندر نامہ'' کے مؤلف حکیم فتح محمد سیوہانی کا دعویٰ ہے کہ ''حضرت قلندر شہباز مروندی سیوہانی کا سلسلہ قلندری حضرت امام زین العابدین کے واسطہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ سید جمال سے حضرت علی بن موسیٰ رضا، امام جعفر صادق، امام زین العابدین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم سے ہوتا ہوا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔''
ازاں بعد یہ طریقہ باقاعدہ ایک سلسلہ بن گیا۔ اس میں یعنی قلندری طریقہ یا سلسلہ میں دو اصطلاحات ہیں ایک تو قلندر اور دوسری مستی، پہلے ہم دیکھیں گے کہ قلندر کیا ہے۔

قلندر

یہ دراصل صوفیائے کرام کی وضع شدہ اصطلاح ہے، عام طور پر کہا جاتا ہے کہ دنیا میں صرف اڑھائی قلندر ہو گزرے ہیں۔ ایک تو لعل شہباز دوسرے بوعلی قلندر اور آدھا قلندر حضرت بی بی رابعہ بصری کہا جاتا ہے۔
مگر یہ نظریہ ہمیں صرف عوام الناس میں ہی ملتا ہے کسی مستند کتاب میں یا کسی معروف صوفی نے اس بارے میں یعنی اس نظریہ قلندرانہ پر کوئی اظہار خیال نہیں کیا۔ وگرنہ سید

جمال اور ان کے ابتدائی خلفاء بھی تو سلسلہ قلندری میں ہی شامل ہیں پھر ان کو اس فہرست سے خارج کیوں کر دیا گیا۔ میرے خیال میں تو یہ بھی تصوف ہی کا ایک حصہ ہے۔ مگر طریقت کے ان سالکوں کو ''قلندر'' کہا جاتا ہے، جن کا ظاہری عمل عام طور پر عوام الناس کی نظروں میں اتنا زیادہ نظر نہیں آتا ہے یعنی ظاہری طور پر ان کو عبادات میں مشغول نہیں دیکھا جاتا۔
اس کے برعکس ان کا قلبی عمل بہت تیز اور بہت زیادہ ہوتا ہے، مگر یہ تو عام لوگوں سے یقیناً پوشیدہ ہی رہتا ہے کہا یہ جاتا ہے کہ یہ باطنی طور پر عبادات میں مشغول رہتے ہیں، اہل تصوف میں ایک اصطلاح ''ملامتی'' کی بھی استعمال ہوتی ہے۔ مگر قلندر میں اور ملامتی میں بڑا واضح فرق ہوتا ہے۔ ملامتی اس کو کہتے ہیں جو غیر اخلاقی حرکتیں کر کے خود کو مورد ملامت ٹھہراتا ہے جبکہ قلندر اپنے طرز عمل سے کسی کو مجبور نہیں کرتا ہے کہ اس پر آواز بھی کسی جائے، ملامتی سے بہت کم کرامات وقوع پذیر ہوتی ہیں جبکہ قلندر سے کرامات کے واقع کثرت سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ قلندر کو عام طور پر اپنے حال میں مست و بے خود ہی دیکھا جاتا ہے، جبکہ ملامتی بقائمی ہوش وحواس ہوتا ہے۔ قلندر غیر حق کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں کرتا کیونکہ اس کا قلبی عمل بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہی عمل وہ دنیاداروں سے چھپاتے ہیں۔ اس سلسلہ سے متعلق سالکین اپنے ارادوں، خواہشوں اور تمناؤں کو ترک کر کے راضی بہ رضا رہتے ہیں۔ اسی میں یہ سالکین دلی سکون حاصل کرتے ہیں۔ غرضیکہ تمام توجہ کا مرکز اور محور دل کے روحانی جذبات کو بنانا ہی ایک قلندر کی خصوصیت ہے۔ چنانچہ اس طریقہ کے دو جزو بیان کئے جاتے ہیں، ایک تو زہد ہے اور دوسرا ہے، محبت۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ صرف ایک کا ہو جانا چاہیئے، دوسروں کو ترک کر دینا چاہیئے اور ان سے کوئی بھی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔
طریقہ قلندر کے مطابق حضرت خواجہ عبیداللہ فرماتے ہیں کہ
''خود کو مناعات سے مجرد کرنا، یعنی نفس کے خلاف چلنا اور جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ہے اسی طرح کرنا، طریقہ قلندری ہے''۔

طریقہ قلندری کے بارے میں ''تحقیقات الصوفیہ میں آیا ہے کہ ''قلندر اس کو کہا جاتا ہے، جو تارک الدنیا ہو، مجرد ہو اور نفسانی لذات سے دور ہو۔

قلندر کے بارے میں ''کشف اللغات'' میں اس طرح آیا ہے کہ ''قلندر اس کو کہا جاتا ہے کہ جو دونوں جہانوں سے آزاد ہو اور صرف معبود میں محو ہو''۔

حضرت عثمان مروندیؒ کے چند ہمعصر بزرگ

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بھی سلسلہ قلندری کے نامور بزرگ گزرے ہیں، کہا یہ جاتا ہے کہ کائنات میں اڑھائی قلندر گزرے ہیں، دو تو شہباز قلندر اور بو علی قلندر اور نصف کا درجہ حضرت رابعہ بصری عدویہ کو دیا جاتا ہے۔ واللہ عالم

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام حضرت شیخ مشرف الدین تھا، جبکہ آپ نے بو علی قلندر کے نام سے لافانی شہرت حاصل کی، حضرت بو علی قلندر کا شجرہ نسب امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے، روایت ہے کہ بو علی قلندر کے والد گرامی ایک نامور عالم دین تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی عالمہ وفاضلہ خاتون تھیں، اسی وجہ سے ان کو بھی دین متین کا علم تھا اور وہ ایک نہایت پاکباز اور پابند شریعت خاتون تھیں۔

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ 605ھ میں پانی پت کے مقام پر تولد ہوئے، ابتدائی طور پر آپ نے مروجہ علوم پر دسترس حاصل کی، جب آپ نے علوم حاصل کر لئے تو آپ عرصہ دس برس تک دہلی میں قطب مینار کے نزدیک درس وتدریس کے ذریعہ فیض جاری فرماتے رہے۔

حضرت بو علی قلندر کی تاریخ وفات 13 رمضان المبارک 724ھ ہے۔ آپ کی تدفین کرنال میں ہوئی مگر بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کے عزیز واقارب نے آپ کی میت کو خفیہ طور پر مدفن سے نکال کر پانی پت میں لے جا کر دفن کر دیا، چنانچہ اس کے بعد کرنال، پانی پت بڑھا کھیرا اور باگھوٹی میں آپ کے عقیدت مندوں کا یکساں ہجوم رہتا ہے۔

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ علیہا کی بشارت

قدیم کتب میں یہ بات ملتی ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ اکثر اوقات حضرت رابعہ بصریؒ کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور بڑے ادب واحترام سے ان کا ذکر فرماتے تھے، آپ نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ حضرت رابعہ بصریؒ اپنے وقت کی مشہور ولی اللہ گزری ہیں آپ کا شمار عارفات میں ہوتا ہے آپ کو رابعہ عدویہ بھی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت ومحبت میں ہر وقت مشغول رہا کرتی تھیں ایک دفعہ آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتی ہیں فرمایا! بیشک میں اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتی ہوں، سوال کرنے والے نے پھر پوچھا کیا آپ شیطان کو دشمن سمجھتی ہیں ارشاد فرمایا! مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت نے اس قدر وارفتہ اور مستغرق بنا رکھا ہے کہ مجھے نہ شیطان کی دشمنی کی پرواہ ہے اور نہ ہی اتنی فرصت ہے کہ اس طرح خیال کروں، آپ کو رجوع الی اللہ ہونے کا اندازہ ان کے ان دعائیہ کلمات سے بخوبی طور پر ہوتا ہے، فرماتی ہیں۔

''اے اللہ! اگر میں تیری عبادت جہنم کے ڈر سے کرتی ہوں تو مجھے جہنم میں ڈال دے اور اگر میں تیری عبادت جنت کی خاطر کرتی ہوں تو مجھے جنت سے محروم کر دے لیکن اگر میں صرف تیری خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو اے میرے مالک تو مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ رکھنا''۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ جب اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں تھے تو ایک رات خواب میں حضرت رابعہ بصری کا دیدار حاصل ہوا۔ انہوں نے آپ کی والدہ سے فرمایا ”اے بیٹی میں تمہیں یہ بشارت سنانے آئی ہوں کہ تمہارا یہ ہونے والا بیٹا اللہ تعالیٰ کا محبوب اور رب تعالیٰ کی مخلوق میں برگزیدہ اور شہرت یافتہ قلندر ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے وسیلہ سے اپنے بہت سے گناہ گار بندوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا، چنانچہ میری بیٹی جبؓ اس کی ولادت ہوجائے تو اس کے دونوں کانوں میں بلند آواز سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی آواز پہنچا دینا اور اپنے جلیل القدر بیٹے کو میرا اسلام کہہ دینا“۔ چنانچہ جب لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے حضرت رابعہ بصری کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔

حضرت قلندر شہبازؒ کی سندھ میں آمد

جیسا کہ آپ گزشتہ اوراق ہی پڑھ ہی چکے ہیں کہ حضرت قلندر شہباز علیہ الرحمۃ مروند میں تولد ہوئے اور سیر و سیاحت کرتے ہوئے ملتان تشریف لائے۔ مگر اس سلسلہ میں ہمیں مستند کتب میں کوئی مواد حاصل نہیں ہوتا۔ یہاں صرف افسوس ہی کیا جاسکتا ہے کیونکہ اگر یہ محفوظ رکھا جاتا تو بہت مفید ہوتا، لیکن چونکہ قلندر شہباز خود عالم جذب میں رہا کرتے تھے اور جب عالم جذب میں نہیں رہتے تھے تو یقیناً سفر میں ہوتے تھے چنانچہ کبھی بھی محفوظ نہیں ہوسکا۔ لیکن اس کے باوجود اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ آپ نے مشہد شہر میں امام موسیٰ کاظم کے فرزند امام علی رضا کے مزار اقدس کی زیارت کی۔ فریضہ حج اور زیارت روضہ رسول اکرم ﷺ سے سرفراز ہوئے اور کربلائے معلیٰ کی بھی زیارت فرمائی۔ بغداد شریف میں ہی انہوں نے حضرت ابراہیم کی بیعت کی اور پھر انہی کے حکم سے آپ سندھ تشریف لائے۔

”الشہباز“ میں جلیل سہوانی لکھتے ہیں کہ:

”سلسلہ سبزواری کے ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ کربلائے معلیٰ میں ہی میر کلاں سے آپ کی ملاقات ہوئی اور آپ نے ہی انہیں سہون جانے کا حکم دیا“۔

مرشد کے حکم کے مطابق آپ کربلائے معلیٰ یعنی بغداد شریف سے سندھ تشریف لائے اور یہاں پر موجود بزرگوں اور علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں، بغداد شریف ہی میں حضرت علی سرمست نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہوں نے باقی ماندہ تمام زندگی آپ کی خدمت گزاری میں گزاردی۔ یہاں تک کہ آپ کے مزار کے پاس ہی ان کا مزار بنا۔ حضرت سید علی سرمست کا مزار حضرت قلندر کے مزار کے باہر مسجد سے مشرق کی جانب موجود ہے۔

قلندر شہبازؒ کی مکران میں آمد

روایت ہے کہ آپ بغداد شریف سے براستہ مکران سندھ میں وارد ہوئے۔ مکران میں وادی پنج گور اور نہر درخشاں سے جنوب میں واقع ایک سرسبز میدان میں آپ نے چلہ کشی کی اور کچھ عرصہ قیام فرمایا۔

اس عرصہ میں آپ کی عبادت و ریاضت سے متاثر ہوکر ہزاروں مکرانیوں اور بلوچوں نے آپ کی مریدی اختیار کرلی اور بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

”مکران گزیٹر“ صفحہ نمبر 309 پر درج ہے کہ ”یہ میدان آج بھی اسی نسبت سے ”دشت شہباز“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت شہباز قلندر کے عرس مبارک پر مکران سے ہزاروں مکرانی بلوچ زبردست عقیدت و محبت کے جذبات سے لبریز سہون آتے ہیں اور دیوانہ وار دھمال ڈال کر اپنی والہانہ عقیدت کا اور وارفتگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یعنی صدیوں پہلے جو عقیدت ان کے آباء اجداد کو قلندر شہباز کے ساتھ تھی وہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اس میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی۔

قلندر پاک سہون شریف میں

سہون جو کہ سرزمین سندھ کا ایک غری معروف خطہ تھا، اس غیر معروف خطہ کو ایک مرد قلندر نے شہرت دوام بخشی، ایک غیر معروف خطہ جس کو کسی زمانے میں اہل سندھ بھی پوری طرح نہیں جانتے تھے اسی غیر معروف خطہ کو لعل شہباز قلندر کے قدموں کے طفیل بین الاقوامی شہرت حاصل ہوگئی۔ قلندر نامہ کے فاضل مولف کا دعویٰ ہے کہ حضرت سید عثمان مروندی 639ھ میں سہون تشریف لائے۔ انہوں نے یہ تاریخ ایک فارسی شعر سے نکالی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

چوں باز آشیاں قدس شہباز
سیوستاں را نمودہ جنت آساں
خود تاریخ آں از روئی اخلاص
نمود آفتاب دین گفتار

(اخلاص کے پہلے حروف یعنی الف کے عدد کو آخری مصرعہ کے عدد سے جمع کر دیئے جائیں گے تو 649ھ برآمد ہوگا)

اس سلسلہ میں تحفۃ الاکرام کی ایک روایت کے مطابق حضرت شہباز قلندر نے غوث العالم بہاء الدین زکریاؒ اور ان کے فرزند شیخ صدر الدین عارف کے ہمراہ سیر و سفر کرتے ہوئے ٹھٹھہ کے قریب پیر پیٹھ سے ملاقات کی تھی۔ پیر مذکورہ نے 642ھ میں وصال کیا، چنانچہ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپ سندھ میں اس سے بھی قبل داخل ہوئے تھے مگر مستقل قیام کسی ایک جگہ اختیار نہیں کیا تھا۔

اسی طرح تاریخ معصومی اور تاریخ فیروز شاہی میں آپ کی ملاقات شہزادہ محمد کے

ساتھ بھی مذکور ہے، شہزادہ محمد سلطان غیاث الدین بلبن کا بیٹا تھا، یہ شہزادہ 669ھ میں ملتان کا گورنر بنا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی تقرری حضرت غوث العالم بہاء الدین زکریاؒ کے وصال کے بعد کی ہے۔ کیونکہ حضرت غوث العالم نے 661ھ میں وصال فرمایا۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ قلندر پاک 661ھ سے قبل بھی ملتان گئے یعنی حضرت غوث العالم کی حیات مبارکہ میں اور اس کے بعد 669ھ میں جبکہ شہزادہ محمد ملتان کا گورنر تھا۔

اس سلسلہ میں ایک معروف رویات بھی ہے کہ آپ نے حضرت صدر الدین عارف کے ساتھ اس محفل سماع میں شرکت بھی فرمائی جس کو شہزادے نے منعقد کیا تھا اور اسی محفل کے اختتام پر اس نے آپ سے ملتان قیام کرنے کی درخواست کی تھی مگر جس کو آپ نے قلندرانہ انداز میں مسترد کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنا مسکن سہون کو بنا رکھا تھا کہ جب سیر و سیاحت سے فارغ ہوتے تو سہون آ جاتے۔

سہون میں پہلی کرامت

حضرت سید عثمان مروندی المعروف بہ لعل شہباز قلندر علیہ الرحمۃ نے جب سہون شریف میں مستقل سکونت کا فیصلہ کیا تو آپ اسی جگہ آ کر قیام پذیر ہوئے جہاں آج آپ کا مزار اقدس ہے اس علاقہ میں کوئی نیک کام نہیں ہوتا تھا، بلکہ یہاں تو فاحشہ عورتوں نے اپنے اڈے بنا رکھے تھے پورے سہون شریف میں قلندر پاک کی نگاہ اس جگہ آ کر رکی کیونکہ آپ نے اسی جگہ کو شہرت دوام بخشنا خیال کر لیا تھا۔ آپ کی اور بظاہر کسی بادشاہ کی آمد نہ تھی کہ تہلکہ مچ جاتا بلکہ یہ آمد تو ایک فقیر درویش کی آمد تھی چنانچہ اس علاقے میں کاروبار زندگی پر کوئی فرق نہیں پڑا۔

فاحشائیں اسی طرح بن کر تیار ہوئیں اور ان کے گاہک بھی اسی سج دھج سے آئے

کسی کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے اس علاقے میں کیسی متبرک اور نامور ہستی آن موجود ہوئی ہے۔ ہاں مگر انہوں نے یہ ضرور دیکھا کہ ایک فقیر نے وہاں ڈیرہ لگایا ہے، انہوں نے اس لئے خیال نہیں کیا کیونکہ ان کا خیال ہوگا کہ فقیر جلد ہی کسی دوسرے علاقے کا رخ کرے گا، انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ فقیر تو تا قیامت یہاں قیام کرنے کے لئے آیا ہے، بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ ان کے علاقے کی تقدیر بدلنے آیا ہے، وہاں کے رہائشی تو یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ درویش ان کے غیر معروف علاقے کی وجہ شہرت بن جائے گا دین والے اس علاقے کو اس درویش اور فقیر کے نام کی نسبت سے تعظیم دیں گے اور سہون کو فقط سہون نہیں پکاریں گے بلکہ سہون شریف کہہ کر پکارا کریں گے کیونکہ یہاں اللہ کا برگزیدہ بندہ محو خواب ہے۔

اب وہاں یہ ہو رہا تھا کہ جس فاحشہ عورت کے پاس اس گاہک آرہا تھا وہ اپنے غلیظ مقصد میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا بظاہر ان مردوں کو کسی قسم کا کوئی مرض بھی نہ تھا اور وہ ان عورتوں کے پاس آئے بھی مذموم مقاصد کے لئے تھے پھر بھلا وہ کیوں کر کامیاب نہ ہوتے اکا دکا واقعات ہوتے تو شاید کوئی غور نہ کرتا، جب ہر عورت کے ساتھ یہی معاملہ ہوا تو عورتوں اور مردوں کو یکساں پریشانی لاحق ہوئی کہ آخر یہ ماجرہ کیا ہے، جب یہ بات پوری بستی میں پھیلی تو ان لوگوں نے دھیان دینا شروع کردیا کہ آخر ایسی کون سی غیر معمولی بات ہوئی کہ یہ صورتحال بن گئی ہے۔

فاحشہ عورتیں اور بدقماش وعیاش مرد اکٹھے ہوگئے اور اس پریشان کن مرحلے پر لگے بحث کرنے، مگر ساری بحث اکارت جاتی ہوئی نظر آئی، کیونکہ بظاہر ان مردوں میں کوئی نقص نہ تھا، اسی دوران انہیں کسی نے بتلایا کہ ان کی بستی میں ایک درویش آیا ہے جو کہ بلا کا خوبصورت ہے اور اس کے ساتھ ایک نوجوان بھی ہے مگر دونوں نہایت خاموشی سے کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں نے سوچ لیا کہ یہ سارا کیا دھرا اسی درویش کا ہے، اب دھیرے دھیرے انہیں

معلوم ہوا کہ یہ تو صاحب کشف و کرامت بزرگ ہیں۔ سب لوگ آپ کے در اقدس میں حاضر ہوئے مگر آپ نے کسی کو اہمیت نہ دی اور عالم جذب و مستی میں بیٹھے رہے نہ کسی کو نصیحت کی اور نہ کسی کا استقبال کیا، آہستہ آہستہ لوگ آپ کے پاس جمع ہونا شروع ہوگئے اور ان لوگوں نے اپنے سابقہ بداعمال سے توبہ کرکے راہ ہدایت حاصل کی۔

دوسری بات یہ ہوئی کہ یہ علاقہ ایک عرصہ سے اپنی شادابی کھو چکا تھا، مگر جیسے ہی آپ کے قدم مبارک یہاں رکے اس علاقے کی شادابی واپس آنا شروع ہوئی اور یہ علاقہ حسب سابقہ پھر سے سرسبز وشاداب دکھائی دینے لگا۔

حضرت سکندر بودلہ بہار علیہ الرحمۃ

حضرت سکندر بودلہ بہار علیہ الرحمۃ قلندر پاک کے ساتھ حد درجہ عشق و الفت رکھتے تھے اور قلندر پاک بھی آپ کے ساتھ بہت زیادہ محبت کا سلوک کرتے تھے، روایت ہے کہ حضرت قلندر پاک علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس کے نزدین ہی ایک قلعہ ہے، آپ کے دور میں اس قلعہ میں اس علاقہ کا حکمران تھا راجہ چوپٹ، سہون شریف اور اس کے اردگرد علاقوں میں اس ظالم اور بدماغ راجہ ظالمانہ داستانیں زبان زد عام ہیں۔

مشہور ہے کہ اس زمانے میں عوام الناس اس کے ظالمانہ اقدامات سے سخت بیزار تھے، چونکہ وہ ایک ہندو راجہ تھا چنانچہ اس کی ظالمانہ کاروائیوں سے کا زیادہ تر شکار مسلمان ہی ہوا کرتے تھے، اس کے علاوہ اس کا سلوک ہندوؤں کے ساتھ بھی کچھ مناسب نہ تھا، سبھی لوگ اس کے ظلم وستم سے سخت نالاں تھے، کیونکہ اس کی بڑی زبردست فوج موجود تھی۔

اس کی حکومت کی حدود میں کوئی ایک بھی فرد اس کی ظالمانہ کاروائیوں سے خوش نہ تھا ہاں مگر وہ لوگ جن پر اس کی عنایات ہوا کرتی تھیں۔ انہی ایام میں لوگوں نے اس کو بتلایا کہ

ایک مجذوب قلندر شہباز کا دیوانہ ہے اور اس کو ساری دنیا میں لعل شہباز قلندر سے زیادہ کوئی عزیز نہیں، چوپٹ راجہ بھی اکثر ان کے مستانہ وار نعروں سے آگاہ ہوتا رہتا تھا۔ اس نے معلوم کیا کہ یہ کون ہے، جب اس کو بتلایا گیا کہ یہ قلندر شہباز کا مرید ہے تو اس نے اس مجذوب کو اپنے پاس بلوایا۔

"کیا تم ہی نعرے بلند کرتے پھرتے ہو؟"

راجہ چوپٹ اس مجذوب سے بولا

"ہاں! میں ہی نعرت لگاتا ہوں، میرا مرشد لعل سائیں ہے"

یہ کہہ کر اس مجذوب نے ایک مرتبہ پھر دیوانہ وار نعرے لگانے شروع کر دیئے، راجہ چوپٹ نے معلوم کیا کہ اس کا نام کیا ہے تو اس کو بتایا گیا ہے کہ اس مجذوب کا نام سکندر بودلہ ہے، اس نے سکندر بودلہ بہار سے کہا کہ قلندر شہباز نہ لیا کرے اور نہ یہ نعرے لایا کرے مگر سکندر بودلہ کی آواز میں اور بھی شدت آگئی۔

اس بدبخت راجہ کی بددماغی اپنے عروج پر پہنچ گئی اور اس نے حکم دیا کہ اس مجذوب کو ذبح کر کے پکایا جائے اور اس کا گوشت کھالیا جائے، یہ ایک وحشیانہ اقدام تھا کر گوشت کو پسند نہ کرنے والی قوم کو راجہ ہی اپنے ہم مذہبوں کو گوشت کھانے کا حکم دے رہا تھا، مگر گوشت کھانے والے بھی وحشی درندے ہ ء تھے، ان کو صرف یہ خوشی تھی کہ وہ ایک مسلمان کا گوشت کھا رہے ہیں۔

ادھر سکندر بودلہ بہار کا گوشت کھایا جا رہا تھا اور ادھر قلندر شہباز علیہ الرحمۃ وارفتگی سے دھمال ڈال رہے تھے، دھمال ڈالتے سفڈالتے ہی وہ اکثر سکندر بودلہ، سکندر بودلہ پکارتے تھے اور جہاں بھی سکندر بودلہ ہوتا وہ اپنے مرشد کے قدموں میں پہنچ جاتا، مگر اس مرتبہ یوں ہوا کہ جیسے ہی قلندر پاک نے آواز بلند کی تو قلعہ میں چھپ کر سکندر بودلہ بہار کا گوشت کھانے والوں

ہر عجیب و غریب واردات گزر گئی، جو بوٹیاں وہ کھا چکے تھے وہ ان کے معدوں سے اور جو کھا رہے تھے وہ ان کے مونہوں سے نکل نکل کر قلندر پاک کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئیں، اس کے علاوہ جو بوٹیاں ہانڈیوں میں موجود تھیں وہ بھی ہانڈیوں سے نکل کر قلندر پاکؒ کے پاس پہنچ گئیں۔

جب سب بوٹیاں آپ کے پاس پہنچ گئیں تو ایک جسم کی صورت اختیار کر لی، وہ صورت تھی جناب سکندر بودلہ بہار کی، قلندر شہباز نے راجہ کو بلوایا اور اس کو دکھایا کہ میرے مرید کو تم نے قتل کر کے اپنے ساتھیوں کو کھلا دیا تھا، مگر دیکھو اس کا جسم اکٹھا ہو گیا ہے، راجہ یہ دیکھ کر ایک لحہ کے لئے گھبرایا تو ضرور مگر اس نے معذرت کرنا گوارا نہ کیا، جن ظالموں کی بدبختی نزدیک آجاتی ہے تو وہ اپنے بداعمال پر نادم نہیں ہوا کرتے، یہی ظالموں کا ہمیشہ سے دستور دیکھا گیا ہے، کہ وہ ظاہری نشانیوں کو دیکھ کر بھی اپنے اعمال کو درست نہیں کرتے بلکہ اور بھی مغرور ہو جاتے ہیں۔

راجہ چوپٹ نے قلندر پاک سے کہا کہ میں نے اس مجذوب کو اس لئے قتل کروایا ہے کیونکہ میرے قلعے کی ایک دیوار میں کھڑکی ہے جہاں اکثر میری بیٹی بیٹھا کرتی ہے اور بالوں کو سنوارتی ہے۔ اس کے بالکل سامنے یہ مجذوب رہتا تھا اور میری بیٹی پر عاشق ہو گیا تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اپنی رسوائیں سے بچنے کے لئے اس کو قتل کروادیا۔

قلندر پاک نے اس کو نصیحت کی کہ تم کو اس کام کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا، مگر وہ آپ کو الٹا دھمکیاں دے کر اپنے محل میں چلا گیا اور محل میں جانے سے پہلے اس نے آپ پر اور آپ کے مریدوں پر بھی بے جا الزام لگائے، اس کے چلے جانے کے بعد آپ نے اپنا کاسہ الٹا دیا، دیکھنے میں تو یہ کوئی بات نہیں تھی اور نہ ہی آپ کے پاس موجود بیٹھے ہوئے عقیدت مندوں نے اس بات کو محسوس کیا مگر کچھ ہی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ راجہ چوپٹ کا قلعہ الٹ گیا ہے اور اس

کے قلعہ کا بمعہ اس ظالم راجہ کے نام ونشان بھی مٹ گیا ہے۔

جو لوگ دیکھ کر آئے ہیں وہ بتلاتے ہیں کہ آج بھی وہاں نشانیاں موجود ہیں اور گاہے بگاہے وہاں سے مختلف چیزیں برآمد ہوتی رہتی ہیں۔ قلندر شہباز نے ایک لمحہ میں ہی اس ملعون راجہ کو اس کے حواریوں سمیت زندہ زمین میں دفن کر دیا اور کی ظالمانہ کاروائیوں کو یکدم بند کر دیا پھر محض اس کی داستانیں ہی باقی رہ گئیں اور عوام الناس نے قدرے سکھ کا سانس لیا۔

قلندر پاک نے اپنے محبوب مرید کا مزار اسی تباہ و برباد قلعہ کے نزدیک بنوایا، آپ کے مزار اقدس پر قلندر پاک کے روضہ سے جداگانہ انداز میں دھمال ڈالی جاتی ہے، روایت ہے کہ ہر جمعۃ المبارک کی شب جب رات ڈھلنا شروع ہوتی ہے تو سکندر بودلہ بہار کے فقیر رنگین کپڑے پہن کر پیروں میں گھنگرو باندھ کر قلندر پاک کے مزار سے ان کے مزار کی طرف آتے ہیں، یہ ایک وجد آفرین منظر ہوتا ہے، لوگ سکندر بودلہ بہار کے مزار پر انوار پر دھمال ڈال کر اپنی عقیدت کو ظاہر کرتے ہیں، جو اپنے مرشد کامل پر قربان ہو گئے مگر ان کے مرشد نے ان کو قربان کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور اپنے روحانی تصرفات سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کو تاقیامت نشان عبرت بنا دیا، آج بھی اس قلعہ سے کچھ نہ کچھ برآمد ہوتا رہتا ہے اور یوں اگر ایک بھی چیز برآمد ہوتی ہے تو سکندر بودلہ بہار کی یاد لوگوں کے اذہان میں نئے سرے سے تازہ ہو جاتی ہے۔ سکندر بودلہ بہار کے مزار اقدس قلعہ کے نزدیک اسی جگہ واقع ہے جہاں آپ اکثر بیٹھا کرتے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ویسے تو بہت زیادہ مصاحبین ساتھ رہے جن کے بارے میں اگر مفصلاً لکھا جائے تو راقم کو ایک بہت ضخیم کتاب مرتب کرنا پڑے گی اور بہت سوچ سمجھ کے ساتھ ساتھ تاریخ کا بھی گہرا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ لیکن ان سب اولیاء اللہ کے ناموں کی فہرست درج ذیل ہے تا کہ آپ ان کے ناموں سے واقف ہو سکیں۔

لعل شہباز قلندرؒ سے فیض پانے والے چند بزرگان دین

حضرت سکندر بودلہ بہارؒ

آپ کا مزار اسی قلعہ کے نزدیک اسی جگہ واقع ہے جہاں آپ اکثر بیٹھا کرتے تھے۔

سید علی سرمستؒ

آپ بغداد شریف سے ہی قلندر پاک کے ہمراہ آئے تھے، آپ کا مزار شریف قلندر پاک کے مزار پر انوار کے اندر ہی روضہ مبارک کے باہر چھوٹے گنبد کے نیچے واقع ہے۔

سید عبدالوہابؒ

کہا جاتا ہے کہ آپ بھی قلندر لعل شہبازؒ کے بہت قریبی مرید تھے، انہوں نے قلندر پاک کی بہت زیادہ خدمت گزاری کی۔ مگر انہوں نے قلندر پاک کے وصال کے بعد اپنا ایک علیحدہ تکیہ جس کو سندھی زبان میں ''کافی'' کہا جاتا ہے بنا لیا، عوام الناس کی اس ''کافی'' کو کچھری والی کافی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

سید عبداللہ شاہ علوی المعروف سید عادل دریا شاہؒ

سید عبداللہ شاہ علوہؒ کے بارے میں بھی روایت مذکور ہے کہ آپ بھی وصال شیخ کے بعد اپنی علیحدہ ''کافی'' بنالی، اور عوام الناس کو روحانی فیض پر پہنچانا شروع کیا، آپ کی درگاہ کو ''سید عدل دریا شاہ'' والی درگاہ کے نام سے عقیدت مند یاد کرتے ہیں۔

سید صلاح الدینؒ

آپ تہجد گزار تھے، نفلیں پڑھتے اور ساری رات عبادت میں گزار دیتے تھے،

"الشہباز" نامی کتاب سے جو روایت نقل کی گئی ہے، اس کے مطابق تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ سید صلاح الدینؒ وصال قلندر پاک کی بعد سہون وارد ہوئے۔

سید میر کلاںؒ

میر کلاں کے بارے میں روایت ہے کہ آپ کچھ عرصہ سہون شریف کے مضافات میں ایک گاؤں میں سکونت پزیر رہے جس کا نام "کھابڑوٹ" ہے۔ اس کے بعد سہون آئے، سید عثمان مروندیؒ کی گدی میں آپ کی اولاد حصہ دار ہوئی، آپ کی اولاد میں سے سید میر خسرو، سید میر انور علی اور سید گبن شاہ نامور بزرگ گزرے ہیں۔

سید بھورا بادل شیرؒ

آپ کے بارے میں واقعہ مذکور جو کہ کچھ یوں ہے "ایک روز ایک عمدہ چارپائی آپ کے پاس رکھ دی گئی اور سید بھورے شاہ کو عرض کیا گیا کہ اب آپ اینٹ پر نہیں بلکہ اس چارپائی پر آرام سے بیٹھا کریں، انہوں نے انکار کردیا کیونکہ سلسلہ قلندری میں دنیاوی اور جسمانی آرام کا بھلا کیا عمل دخل، مگر جب انہیں بتلایا گیا کہ یہ قلندر پاک کا حکم ہے تو انہوں نے بطور سعادت اس کو قبول کرلیا، روایت ہے کہ تاحیات سید بھورے شاہ اسی چارپائی پر بیٹھا کرتے تھے، اسی روایت کو ان کی درگاہ کے گدی نشین آج تک نبھا رہے ہیں، ہوتا یوں ہے کہ دھمال کے وقت علم کے نیچے بھورے بادل شیر کے تکیہ یعنی کافی کا فقیر چارپائی رکھ کر ادب سے ہاتھ باندھے کھڑا رہتا ہے، جب تک دھمال جاری رہتی ہے وہ بدستور اسی حالت میں کھڑا رہتا ہے"۔

حضرت شاہ گودڑیوؒ

روایت ہے کہ جب آپ سیاحت یعنی تبلیغی دوروں پر نکلتے تو شاہ گودڑیو آپ کی گودڑی لے کر ساتھ ساتھ چلتے پھرتے تھے۔ میرا یہی خیال ہے کہ اسی وجہ سے ان کا نام شاہ گودڑیو پڑ گیا ہوگا۔ کیونکہ آپ کا اصل نام عبداللہ شاہ تھا۔

ایک مرتبہ یوں ہوا کہ قلندر پاک نے انہیں ایک پہاڑی پر قیام کا حکم دیا۔ یہ پہاڑی دادو کے ایک پہاڑی علاقہ میں ہے۔ شاہ گودڑیو نے وہاں ہی قیام فرمایا یہاں تک واصل بحق ہوگئے۔ یعنی مرشد کے حکم سے سرتابی نہیں کی۔ اسی پہاڑی پر آپ کا مزار اقدس ہے۔

پیر پٹھہ شاہ عالمؒ

آپ کا اصل نام حسین تھا آپ کی کنیت ابوالخیر اور لقب شاہ عالم تھا مگر آپ نے شیخ پٹھہ کے نام سے شہرت دوام حاصل کی۔ پیر پٹھ سائیں نے 12 ربیع الاول 646ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس اس پہاڑی کی غار میں واقع ہے وہاں آپ مصروف عبادت و ریاضت رہا کرتے تھے۔ 12 ربیع الاول کو آپ کا سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے۔ یہاں پر ہزاروں عقیدت مند اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

حضرت لعل بکرؒ

آپ نے بھی قلندر لعل شہبازؒ سے فیض روحانی حاصل کیا۔ آپ کی قیام پسنی بندرگاہ کے قریب تھی۔ آپ کے متعلق روایات ہیں کہ آپ بہت عبادت گزار بزرگ تھے۔ قلندر لعل شہبازؒ کے خصوصی فیض روحانی سے درجہ کمال کو پہنچے اور "لعل بکر" کا لقب حاصل کیا۔

حضرت لعل موسیٰؒ

غالب گمان یہ ہے کہ بزرگ مذکور نے قلندر شہبازؒ کے وصال کے بعد ان سے روحانی فیوض و برکات حاصل کیں اور شہرت حاصل کی۔ آپ کے نام سے یہی عقیدت قلندر پاک کے ساتھ واضح ہو جاتی ہے۔

لعل شہباز قلندر کی اجمیر شریف میں حاضری

لعل شہباز قلندرؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار مبارک اجمیر شریف میں حاضر ہوئے۔ لعل شہباز قلندر نے آپ کے مزار میں بیٹھ کر آپ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کیں حضرت ابراہیم قادریؒ کی نگاہ کرم کا اثر آپ میں موجود ہے اس قلندرانہ رنگ کا فیض آپ نے باطنی طور پر حاصل کیا۔ حق معرفت کی منزل آسان کرتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز پھر سے کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری کی بارگاہ سے باطنی اشارہ ملا۔ چونکہ حضرت لعل شہباز قلندر کی حاضری آپ کے دربار میں قبول ہو چکی تھی اس لئے ایک باطنی اشارے کے مطابق اجمیر شریف سے دہلی روانہ ہو گئے۔

لعل شہباز قلندر کی ملتان آمد اور چند کرامات

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی ملتان آمد کے ذکر میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب لعل شہباز قلندر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ملتان شہر کے باہر پہنچے تو وہاں پر ایک جنگل میں قیام کیا چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور سب نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ تھوڑی سی گندم آپ کے پاس موجود تھی اس کو پسوانے کی غرض سے شہر کی طرف چل دیئے کیونکہ عورتیں معاوضہ لے کر گندم پیس دیا کرتی تھیں اس مقصد کے لئے پھرتے پھرتے ایک گھر کے پاس پہنچے جہاں پر ایک عورت گندم پیس رہی تھی۔ اس عورت نے لعل شہباز قلندر کو دیکھا تو آپ کے

حسن و جمال کی تاب نہ لا سکی۔ وہ آپ پر فریفتہ ہو گئی حالانکہ شادی شدہ تھی مگر پھر بھی اس کی نیت میں فتور آ گیا اور بری نیت سے اٹھی۔ دروازے پر آ کر آپ سے پوچھا کہ کس مقصد کے لئے کھڑے ہیں آپ نے گندم کی پسوائی کے لئے کہا تو وہ آپ کو لے کر گھر کے اندر آ گئی، آپ نے گندم اس عورت کے حوالے کر دی وہ عورت گندم پیسنے لگی گندم پیسنے کے دوران آپ کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتی رہی اور مسکرا مسکرا کر لعل شہباز قلندر کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگی۔ لعل شہباز قلندر نے عورت کی طرف توجہ نہ کی اور سر جھکا کر اللہ کا ذکر کرنے لگے اور وہ بدستور دیکھنے لگی اور جب اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹنے لگا تو لعل شہباز قلندر اس عورت کی بری نیت کو دیکھتے ہوئے اٹھے اور گندم وہیں چھوڑ کر دروازے کی طرف لپکے۔

وہ عورت بدقماش اور بدکردار تھی وہ سمجھ گئی کہ یہ درویش ہاتھ سے نکلنے والا ہے چنانچہ اس نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور زبردستی آپ سے کہنے لگی اگر تم نے میری بات نہ مانی تو شور مچا کر الزام لگاؤں گی۔ لعل شہباز قلندر نے اس عورت کو سمجھاتے ہوئے کہا تم ایک شادی شدہ عورت ہو تمہارے لئے اپنے خاوند کے علاوہ غیر مرد کو اس نگاہ سے دیکھنا حرام ہے۔ میں روزے سے ہوں مجھے تنگ نہ کرو مجھے گناہ کی رغبت نہ دلاؤ۔ آپ اس عورت کو نیکی کا درس اور صراط مستقیم سمجھا رہے تھے لیکن اس عورت پر شیطان کا غلبہ پوری طرح تھا جب اس نے دیکھا کہ آپ کسی طرح بھی اس کے قابو نہیں آ رہے تو اس نے شور مچانا شروع کر دیا۔ چور چور کا شور مچایا عورت کا شور و غل سن کر گھروں سے لوگ نکل کر اکھٹے ہو گئے اور عورت سے پوچھنے لگے کہ ماجرا کیا ہے تو اس عورت نے من گھڑت واقعہ سنایا۔ اس عورت کی بات سن کر دونوں کو شہر کے قاضی کے پاس لے جایا گیا قاضی نے اصل صورتحال پوچھی تو عورت نے وہی من گھڑت قصہ سنایا۔ اب قاضی لعل شہباز قلندر کی طرف متوجہ ہوا اس نے

آپ کی طرف دیکھا اس پر ایک عجیب کا رعب و دبدبہ طاری ہو گیا اس نے محسوس کیا کہ یہ ضرور کوئی نیک انسان ہیں قاضی نے بڑے مودبانہ انداز میں آپ سے کہا اے نیک شخص تم پر اس عورت نے بہت بڑا الزام عائد کیا ہے تم اس کے جواب میں کیا کہتے ہو اور یہ الزام ایسا ہے کہ اس کی رو میں سوائے گواہ پیش کرنے کے تمہارے چھٹکارے کی اور کوئی صورت نہیں۔ لعل شہباز قلندر نے بڑے اطمینان سے جواب دیا اور کہا اے قاضی عیوب و نقائص سے پاک صاف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے آپ نے کہا کہ میں اپنی صفائی میں گواہ پیش کروں تو میرا گواہ اس عورت کا شیر خوار بچہ ہے جو اس وقت اپنے والد کی گود میں ہے اس وقت جھولے میں پڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ تمام لوگ اس بات کو سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ کبھی شیر خوار بچے نے بھی گفتگو کی ہے، اے قاضی میں بے گناہ ہوں اور جہاں تک اس بچے کے کلام کرنے کی بات ہے تو اس بچے سے وہی کلام کرائے گا جس نے بچپن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کرایا تھا۔ اب قاضی نے بچے کے باپ سے کہا کہ وہ بچہ لے کر سامنے آئے چنانچہ بچہ کو قاضی کے سامنے پیش کیا گیا۔ لعل شہباز قلندر نے بچے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے معصوم ذات، وہ ذات باری تعالیٰ جس نے ایام طفولیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلام کرنے کی قوت عطا فرمائی اس خدائے وحدہٗ لاشریک کو حاضر ناظر جان کر گواہی دو کہ جس وقت میں تمہارے گھر میں موجود تھا تم نے اس وقت انگوٹھا چوستے ہوئے کیا دیکھا اور ہمارے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حضرت لعل شہباز قلندر کی کرامت ملاحظہ فرمائیں کہ وہ بچہ اپنے باپ کی گود میں با آواز بلند بولا اس نے کہا "یہ شخص جو کچھ کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے اور میری ماں جھوٹ بول رہی ہے۔ اصل خطاوار میری ماں ہے جس نے بری نیت سے اس شخص کے

دامن کو کھینچا تھا"۔ بچے کے منہ سے یہ الفاظ سنتے تھے کہ وہاں پر موجود تمام لوگوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ قاضی صاحب اپنی جگہ سے اٹھے لعل شہباز قلندر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا۔ وہ عورت پشیمان ہوئی اس نے معافی مانگی اور اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ حضرت لعل شہباز قلندر کی یہ کرامت شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

قلندر پاک سے منسوب چند مقامات

سہون شریف

سرزمین سندھ کا یہ خطہ ایک وقت میں بہت غیر معروف تھا اور کہا یہ جاتا ہے کہ جب قلندر پاک یہاں تشریف لائے تو یہاں پر بداعمالیوں کا دور دورہ تھا، جبکہ یہ علاقہ طوائفوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ دن رات یہاں سیاہ کاریاں جاری رہتی تھیں۔ یہ سب کچھ ختم ہوا کہ جب قلندر پاک کے مبارک قدم یہاں پڑے۔ آپ کی آمد کے ساتھ ہی یہاں پر طوائفوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور ان کے پاس آنے والے عیاشوں کو بھی سیدھا راستہ نصیب ہوا۔

جی ہاں یہ وہی سہون شریف ہے کہ پھر یہ خطہ ارضی پوری دنیا میں قلندر پاک کے نام کی وجہ سے مشہور و معروف ہو گیا اور آپ کو عوام و خواص "سہون دی سرکار" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی سہون کے بادشاہ۔ حالانکہ آپ نے سہون کے تخت کو کبھی نہیں سنبھالا تھا اور نہ ہی کبھی آپ نے حکومت کی تھی۔ مگر آپ کو عوام الناس سہون دی سرکار ہی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ ایک فقیر تھے کوئی بادشاہ نہ تھے، بلکہ اس زمانے میں جو بادشاہ تھے ان کا تو نام فقط تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے جب کہ اس فقیر کا نام لوگوں کے دلوں میں ملتا ہے۔

دنیاوی بادشاہ تو جب مر گئے تو ان کی جگہ نئے بادشاہ آ گئے مگر قلندر پاک آج بھی اپنے مزار اقدس میں یہ بدستور بادشاہ ہیں۔ دنیاوی بادشاہوں کی رعیت تو نئے بادشاہوں کی رعیت بن جاتی تھی مگر صدیوں کے بعد بھی قلندر پاک کی رعیت وہی ہے یعنی نسل در نسل۔ صدیوں کے بعد بھی ان کی رعیت نے کسی اور بادشاہ کی رعیت بننا قبول نہیں کیا۔ یہ رعیت نہیں کہلاتی بلکہ غلامی فخر محسوس کرتی ہے۔ جن میں سے غالب اکثریت ان عقیدت مندوں کی ہے جنہوں نے قلندر پاک کا دیدا بھی کیا۔ مگر ان کی غلامی جو کہ اصل میں نسل در نسل ہے قائم و دائم ہے۔ کیونکہ قلندر پاک کی عقیدت تو ان کے دلوں میں رچی ہوئی ہے اور اس عقیدت میں کسی قسم کا لالچ نہیں ہے۔

اگر کسی کی عقیدت میں لالچ یا کسی قسم کی غرض شامل ہو جائے تو پھر وہ عقیدت تا دیر قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ جیسے ہی وہ غرض پوری ہوتی ہو عقیدت ختم ہو جائے گی بڑھے نہیں اور یا پھر یوں بھی ہوتا ہے کہ اگر وہ غرض پوری نہ ہوئی تو وہ عقیدت ختم ہو گئی۔ اس عقیدت میں یعنی وہ عقیدت جو قلندر پاک کے عقیدت مندوں کو آپ کے ساتھ ہے ایسی عقیدت ہے کہ اس میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہی ہوتا ہے۔ فرض کریں کہ کوئی اپنی کوئی دنیاوی غرض لے کر سہون شریف حاضر ہوا مگر کسی وجہ سے اس کی غرض پوتی نہیں ہوئی تو اس شخص کو آپ پر گلہ کرتے ہوئے نہیں دیکھیں گے اور اس کو یہ بھی کہتے ہوئے سنیں گے کہ میں آئندہ نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ اس عقیدت میں غرض شامل نہیں یہ ٹھیک ہے کہ اس کو غرض بھی تھی مگر محض غرض ہی نہ تھی مگر اصل میں تو اس کی عقیدت تھی جو کہ اب بھی برقرار ہے اور عقیدت مندوں کی عقیدت آپ کے شہر کے ساتھ بھی حد درجہ ہے۔

یک تھنبھی

(یک ٹھنبھی دراصل ایک غار کا نام مشہور ہے۔ روایت ہے کہ قلندر شہباز علیہ الرحمۃ اس غار میں چلہ کشی فرماتے تھے۔ فقیر کا خیال ہے کہ چونکہ قلندر پاک کا اصل مقصود تو تبلیغ تھا اور اس میں آپ نے پوری زندگانی مسافرت میں بسر کر دی تو جب بھی آپ کو وقت میسر آتا ہو گا آپ اس غار میں چلہ فرماتے ہوں گے کیونکہ آپ کو حکم مرشد کی جانب سے یہ ملا تھا کہ سہون میں جا کر قیام کرو تو آپ سہون کو چھوڑ تو نہیں سکتے تھے مگر تبلیغ کے لئے آپ کو چونکہ دور دراز کا سفر بھی کرنا ہوتا تھا اس لئے آپ نے کوئی ٹھکانہ سہون میں نہیں بنایا تھا۔ لہذا جو وقت بھی آپ کو ملتا آپ اس غار میں بسر فرماتے اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے۔

دراصل اس غار کے عین درمیان میں ایک پتھر کا ستون ہے، ستون کا چونکہ سندھی زبان میں تھنبم کہا جاتا ہے اس لئے غار کو ایک تھنبھی یعنی ایک ستون والی غار کے نام سے شہرت ملی۔ اس غار کے متعلق دوارکا ہرشاد شرما لکھتا ہے کہ

"25 ہزار سال قبل جبکہ انسان غاروں کا باسی تھا تو یہ غار انسانوں کی آماجگاہ تھا"

اس غار میں ایک محراب بھی قبلہ رخ موجود ہے روایت ہے کہ یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں قلندر پاک عبادت و ریاضت فرماتے تھے۔ اس غار کے اوپر ایک ہموار پہاڑی ہے۔ اس کو بطور فرش استعمال کیا جاتا ہو گا۔ اس پر اندازاً چار پانچ سو لوگوں کے بیٹھنے کے لئے جگہ کافی ہے۔ اس کے چاروں کونوں پر چار چھوٹے چھوٹے ستون موجود ہیں۔ چنانچہ اس کو چار تھنبھی بھی کہا جاتا ہے یعنی چار ستونوں والی۔

چار تھنبھی کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے 1009ھ، 1008ھ میں میر ابواقاسم نمکین جب سہون کا صوبیدار مقرر ہوا تو شاندی راتوں میں اسی جگہ اپنی کچہری یا دربار منعقد کیا کرتا تھا۔

ایک تھنبھی غار کے بارےمیں ایک روایت سندھ میں مشہور ہے کہ اس غار میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم بھی اس غار میں تشریف لائے تھے۔ اس کے علاہو مہرک یوسف صاحب نے تاریخ مظہر شاہجہانی کے صفحہ نمبر 27 پر تحریر کیا ہے کہ

''میگوید کہ نظر گاہ حضرت علی است''

اس غار کے شمال کی جانب ایک مزار بھی موجود ہے۔ روایت ہے کہ یہ مزار حضرت قلندر پاک کے ایک مرید کا یا خادم کا ہے۔ جو کہ آپ کی خدمت میں وصال کر گیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک روایت اور بھی اس مزار کے بارے میں مشہور ہے کہ دراصل یہ ایک مال دار تاجر کی قبر ہے۔ یہ تاجر قلندر پاک کی شخصیت سے ایسا متاثر ہوا کہ دنیا عیش و آرام تج کر قلندر پاک کے قدموں میں آ گیا اور تادم آخر آپ کے قدموں میں ہی رہا۔

دشت شہباز

اس سے کسی صحرا کا تاثر ابھرتا ہے۔ کیونکہ دشت کا لغوی معنی تو صحرا ہی ہے لیکن اصل میں یہ ایک سرسبز میدان ہے۔ یہ میدان مکران میں وادی پنج کو اور نہر درخشاں کے جنوب میں وادی پنج کو اور نہر درخشاں کے جنوب میں واقع ہے۔ اس میدان میں بھی قلندر پاک نے چلہ کشی کی تھی۔ جب آپ چلہ سے فارغ ہوئے تو آپ کی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر ہزاروں کی تعداد میں مکرانی بلوچوں نے آپ کی مریدی اختیار کر لی۔ اسی نسبت سے وہاں کے رہائشی اس میدان کو دشت شہباز کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

بتایا جاتا ہے کہ ہر سال عرس مبارک پر مکران سے ہزاروں بلوچ اور مکارنی عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کی درگاہ پر حاضر ہو کر دیوانہ وار دھمال ڈالتے ہیں۔ جہاں آپ نے چلہ کشی کی تھی وہ تکیہ آج بھی وادی پنج کور میں نہر درخشاں کے جنوب میں ایک سر

آپ نے چلہ کشی کی تھی وہ تکیہ آج بھی وادی پنج کور میں نہر درخشاں کے جنوب میں ایک سر
سبز میدان میں واقع ہے۔

قلندر کی کندری

قلندر شہباز علیہ الرحمۃ نے حضرت حاجی منگھو پیر رحمۃ اللہ علیہ سے جس پہاڑ پر ان کا قیام تھا ملاقات کی تھی۔ اس جگہ ایک چشمہ پانی کا نکل آیا تھا۔ یہ چشمہ آج بھی مشہور ہے۔ تحفۃ الاکرام میں درج ہے کہ

''حاجی منگھو کے پہاڑ میں ''مخدوم شہباز قلندر کی کندری'' نام کی ایک نہر ہے۔ جس کے دونوں کناروں پر باغ ہے۔''

کراچی میں ایک گلی ہے جس کا نام کال گلی ہے۔ اس میں بھی ایک تکیہ ہے جو کہ قلندر شہباز کے ساتھ منسوب ہے۔ قلندر پاک کے عقیدت مند یہاں بڑی عقیدت سے حاضر ہوتے ہیں۔

گنجو ٹکر

ٹنڈو غلام حسین حیدر آباد سندھ میں گنجو پہاڑ کے دامن میں بھی ایک تکیہ موجود ہے۔ روایت ہے کہ اس جگہ بھی قلندر پاک نے چلہ کشی فرمائی اور کچھ عرصہ آپ نے اس جگہ قیام فرمایا۔ یہ جگہ بھی حضرت قلندر شہباز کے نام سے منسوب ہے اور لوگ یہاں بڑی عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔

لعل باغ

سہون شریف میں ایک باغ ہے جس میں قلندر پاک چلہ کشی فرمائی تھی۔ قلندر شہباز کے بیر اور کھجور کے درختوں کی بہتات ہے اور اس کے ساتھ ہی پھولوں اور پھلواری

کے تختے بھی موجود ہیں۔ روایت ہے کہ اسی درخت کے نیچے قلندر شہباز علیہ الرحمۃ نے چلہ کشی کی تھی۔ اس درخت کی ''لعل جولنو'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس باغ سے تھوڑے فاصلہ پر ایک پہاڑ بھی واقع ہے جس میں سے ایک چشمہ نکلتا ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا وصال مبارک

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا وصال وقت قریب آیا تو آپ نے وصال سے پہلے ہی اپنے طالبوں کو قلندری کا طریقت کے بارے میں ہدایات دیں اور اپنی تدفین کے مقام کے بارے میں بتایا اس کے بعد آپ مراقبہ میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن ہو گئے۔ مراقبے کی حالت ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا آپ کو غسل دینے کے بعد اسی جگہ سپرد خاک کیا گیا جس جگہ کی نشاندہی آپ نے اپنے وصال سے قبل فرمائی تھی آپ کے غسل کی جگہ آپ کی خانقاہ مغرب میں واقع ہے آپ کا انتقال شعبان کے مہینے ۶۵۰ھ میں ہوا۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے وصال کے بارے میں تاریخ کے اوراق میں اس طرح بھی رقم ہے کہ آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ پر ایسی حالت طاری رہنے لگی کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ کو ہوش آجاتا اور آپ نماز کی ادائیگی فرماتے۔ کہتے ہیں کہ لعل شہباز قلندرؒ نے یہ کلمات اپنی زبان مبارک سے ادا کئے اور چند لمحے سکوت فرمانے کے بعد اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور دونوں ہاتھ دعا کے لئے دراز فرمائے۔

''یا اللہ میں تیرا گنہگار بندہ محمد عثمان تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔ مجھے اپنی رحمت کے سائے میں پناہ دے تاکہ مجھے اس عذاب سے نجات مل جائے جو تو نے اپنے گنہگار بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، یا اللہ میں نے اپنی زندگی میں اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ تیرے پسندیدہ دین اسلام کو پھیلاؤں۔ میرے پروردگار اگر میری کوشش

میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو مجھے معافی عطا فرمانا، اے اللہ میری ہر لغزش معاف فرما اور میری اس دعا کو قبولیت کا شرف عطا فرما دے، باری تعالیٰ اپنے دین کو سرفرازی عطا فرما اور صراط مستقیم پر چلنے والوں کو اپنے دوستوں کی جماعت میں شامل فرما، اے میرے پروردگار تیرے جو بندے تیرے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کریں تیرے برگزیدہ بندوں میں خلفائے راشدینؓ کے طریقوں کی پیروی کریں اور حق کے راستہ پر گامزن رہیں تو تو ان کی دنیا اور آخرت میں اپنا دوست بنانا اور ان کے درجات میں بلندی عطا فرمانا''۔

یہ دعا مانگنے کے بعد لعل شہباز قلندرؒ کے ہاتھ جو دعا کے لئے آپ نے دراز فرمائے تھے بستر پر گر پڑے آپ کا جسم مبارک سیدھا ہو گیا آپ کی زبان سے کلمہ طیب جاری ہو گیا اور لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ پڑھتے پڑھتے وصال فرما گئے

تعمیرات درگاہ قلندر پاکؒ

حضرت سید عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر علیہ الرحمۃ کا روضہ مبارک سب سے پہلے فیروز شاہ تغلق کے عہد میں یعنی 7 رجب 757ھ کو اس کے سہون شریف میں مقرر کردہ حاکم ملک اختیار الدین نے ذاتی دلچسپیؒ سے تعمیر کروایا، یہ روضہ مبارک کی عمارت چھ گنبدوں پر مشتمل تھی، اس پر ایک کتبہ لگایا گیا تھا جس کا متن ملاحظہ فرمائیے۔ لب تاریخ سندھ کے صفحہ نمبر 9 پر یہ متن درج ہے۔

قلندر پاکؒ کے وصال کے بعد فیض پانے والے بزرگان دین

حضرت سید عثمان مروندی یعنی لعل شہباز قلندرؒ کے وصول فرمانے کے بعد جن

عابدوں اور زاہدوں نے ان سے باطنی طور پر فیض روحانی حاصل کیا ان کی خاصی طویل فہرست ہے۔ مگر ہم فقط بزرگوں کے اسمائے گرامی اور مختصر احوال قلمبند کریں گے کیونکہ قلندر پاک کا فیض روحانی تو ابھی تک چل رہا ہے اور انشاء اللہ العزیز تا قیامت چلتا رہے گا ، یہ جو لاکھوں تعداد میں لوگ ان کے مزار اقدس پر جاتے ہیں ان کو فیض ملتا ہے تو جاتے ہیں وگرنہ نفسا نفسی کے اس دور میں جبکہ لوگوں کے پاس وقت کی کمی واقع ہو جاتی ہے، لوگوں کے دیوانہ وار سہون شریف کی جانب رواں دواں قافلوں کی کوئی وجہ نہ تھی، فقیر کی نظر میں تو یہ سبھی دائرین ہی قلندر پاک ؒ سے فیض یافتہ ہیں۔

شیخ مکنؒ

شیخ مکھنؒ کے متعلق صاحب تحفۃ الاکرام فرماتے ہیں کہ

"قدیم زمانہ میں درگاہ کے متولی اور کلید بردار شیخ (برادری سے تعلق رکھنے والے بزرگ) تھے شیخ مکھن ان ہی شیخوں میں گزرے ہیں"

تحفۃ الاکرام میں ہی ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "ایک دفعہ سادات نے شیخوں سے درگاہ کی چابی زبردستی حاصل کی لیکن خدا نے چابی کی اس طرح لاج رکھی کہ کوشش کے باوجود سادات دروازہ نہ کھول سکے، یہاں تک کہ لوہاروں کو بلوا کر بھی دروازہ کھولنے سے قاصر رہے، آخر ناکام ہو کر چابی شیخوں کے حوالے کی اور انہوں نے با آسانی دروازہ کھول دیا۔"

(تحفۃ الاکرام صفحہ 137,136)

آپ کے متعلق روایات میں کہ آپ ہر وقت مستی میں رہتے اور گم سم نظر آتے تھے ، آپ کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اصلاً آپ کا نام شیخ منکس تھا، جن کا مزار درگاہ شریف کے

اندر موجود ہے، لوگوں کی بہت بڑی تعداد آپ کی معتقد تھی، اسی لئے اہل سادات آپ کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت مخدوم بلاولؒ

آپ بہت بلند پایہ بزرگ تھے، آپ نے باطنی طور پر قلندر پاک ؒ سے فیض روحانی حاصل کیا، آپ کا مزار انور باغبان تعلقہ دادو میں واقع ہے، ہر چاند کے مہینہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو ان کے مزار پر میلہ لگتا ہے، حضرت مخدوم بلاول علیہ الرحمۃ ایک بہت بڑے عالم دین اور درویش طبع بزرگ تھے، تحفۃ الاکرام میں ان کے بارے میں مذکور ہے کہ

"یہ بڑے عارف و واصل باللہ گزرے ہیں اور علوم ظاہری میں بھی بہت رتبہ رکھتے تھے"

(تحفۃ الاکرام صفحہ 359)

مخدوم بلاولؒ تحفۃ الاکرام میں درج ہے کہ

"مخدوم بلال رات کو پانی سے بھرے ہوئے ایک بہت برتن میں بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے، جب آپ باہر نکلتے تھے تو اس برتن میں پانی گول (دائروں کی شکل) میں پھرنے لگتا تھا، پانی کو جب تک دریا میں نہیں ڈالا جاتا تھا، تب تک اس کی یہی کیفیت رہتی تھی۔"

حضرت مخدوم بلالؒ بہت بڑے محب وطن بزرگ تھے، آپ صاحب زہد و تقویٰ کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑے عالم دین اور فاضل علوم ظاہری بھی تھے، آپ کی وابستگی سلسلہ سہروردیہ کے ساتھ منسلک تھے، جس کے بانی سہروردی سلسلہ کے بانی شیخ ابو نجیب اب القاہر سہروردی کے بڑے خلیفہ عمار یاسر کے مرید شیخ نجم الدین کبریا تھے۔

آپ کا تعلق سمہ خاندان کے ساتھ تھا، یہ خاندان سندھ کا حکمران ہوا تھا، آپ ایک درویش صفت بزرگ تھے مگر جب آخری سمہ حکمران جام فیروز کے عہد میں یعنی 926ھ میں شاہ بیگ ارغون نے سندھ پر چڑھائی کی اور ٹھٹھہ کی تسخیر کے بعد اس نے سہون کا رخ کیا، اس موقع پر مخدوم نے سندھ کے باکردار محب وطن سرداروں کے ساتھ رابطہ کیا اور ان کو شاہ بیگ کے باکردار اور محب وطن سرداروں کے ساتھ رابطہ کیا اور ان کو شاہ بیگ کے خلاف جمع کیا، چنانچہ ''ٹلٹی'' کے مقام پر ایک زبردست معرکہ ہوا، چونکہ یہ تمام سردار عجلت میں اکھٹے ہوئے تھے، یعنی ان کی افواج میں ہم آہنگی مفقود تھی اس لئے وہ ایک باقاعدہ اور تربیت یافتہ فوج کا مقابلہ نہ کر پائے، اس جنگ میں بہت سے سندھی سردار مارے گئے اور شاہ بیگ نے فتح حاصل کی۔

فتح کے بعد اس نے یہ معلوم کرنے کے لئے تگ و دو شروع کی کہ آیا اس قدر بڑی جنگ کا محرک کون تھا، اس کو بتلایا گیا کہ یہ کام صرف ایک ہی شخص کا ہے مگر وہ شخص ہے درویش۔ شاہ بیگ نے مخدوم بلال کو طلب کیا اور جب آپ نے اقرار کر لیا تو 937ھ میں شاہ بیگ نے مخدوم کو شہید کروادیا۔

مخدوم بلال حالانکہ سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے مگر ان کی دلی طور پر عقیدت قلندر پاک کے ساتھ بہت تھی، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سہون شریف اکثر درگاہ پر حاضری دیتے اور فیض روحانی حاصل کرتے، آپ کے بارے میں یہ بھی بہت مشہور ہے کہ آپ عبادت، ریاضت کا بھی بے حد اہتمام کیا کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

سندھی زبان کے مشہور و معروف صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے متعلق بھی

روایات ہے کہ آپ نے قلندری پاکؒ سے فیض روحانی حاصل کیا۔ آپ کے بارے میں روایات موجود ہے کہ آپ نے اکثر قلندر پاکؒ کی درگاہ بیک پناہ پر حاضر دیا کرتے تھے اور درسگاہ سے ہی انہوں نے فیض حاصل کیا، ایک روایت ہے کہ

(''حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ'') شاہ اولادی کی کافی میں آکر رہتے تھے اور اکثر و بیشتر درگاہ پر حاضری دیتے تھے۔''

اگر شاہ عبداللطیف بھٹائی کے حالات زندگی پر نظر ڈالی جائے تو بھی ان کی سہون شریف میں آمد اور درگاہ شریف پر حاضری کے ثبوت ملتے ہیں۔

''لطف اللطیف'' نامی کتاب میں دین محمد وفائی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ

''شاہ صاحب سہون میں مخدوم دین محمد صدیقی کے پاس ہی آکر قیام کرتے تھے۔ مخدوم دین محمد ایک بہت بڑے عالم، صوفی اور طریقت سہروردیہ کے درویش تھے۔''

مخدوم دین محمد صاحب احکامات شرعیہ کے زبردست پابند تھے آپ حاکم سندھ میاں نور محمد کلہوڑا کے شرعی اور کے مشیر خاص بھی تھے، آپ اس کی حکومت میں فتوے بھی دیا کرتے تھے، ''لطف اللطیف'' نامی کتاب کے مؤلف دین محمد وفائی اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 90,89 پر تحریر کرتے ہیں کہ

''انہیں (مخدوم دین محمد صدیقی) شاہ لطیف سے اتنی محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے ان سے اپنی دستار تبدیل کی،

اس موقع پر کہا کہ یہ (لطیف) میرا دوست ہے۔''

اس قدر محبت الفت کے ساتھ جب شاہ صاحب سہون آتے تھے تو آپ باقاعدی

کے ساتھ درگاہ حضرت لعل شہباز قلندر پر بھی حاضری دیتے تھے، آپ کے کلام کی خوبصورتی میں فیض قلندر بھی شامل۔

حضرت قادر بخش بیدلؒ

حضرت قادر بخش بیدلؒ 1230ھ بمطابق 1814ء میں پیدا ہوئے، آپ روہڑی کے علاقہ سے تعلق رکھتے تھے، آپ سرزمین سندھ کے بلند پایہ صوفی، عالم دین اور شاعر تھے، آپؒ نے قلندر پاک سے باطنی طور پر فیض روحانی حاصل کیا۔

حضرت بیدلؒ نے فقط 14 برس کی عمر میں ہی تمام ظاہری علوم پر دسترس حاصل کرلی، اس کے بعد آپ نے قلندر پاکؒ کی درگاہ پر حاضری دینا شروع کی۔ چنانچہ وہاں ہی سے آپ کو فیض حاصل ہوا، فیض قلندری حاصل ہونے کے بعد آپ کی طبع شعر وسخن کی طرف راغب ہوئی۔ جلد ہی آپ نے سندھی زبان میں اعلیٰ درجہ کی شاعری شروع کردی جس نے بہت ہی جلد شہرت حاصل کی، سندھی زبان کے ساتھ ساتھ آپ نے عربی، فارسی، اردو، ہندی اور سرائیکی زبانوں میں بھی تھوڑی بہت شاعری کی مگر آپ نے زیادہ تر شاعری سندھی زبان میں ہی کی۔

حضرت بیدل نے مذکورہ زبانوں میں قلندر شہباز کی مدح میں کثیر تعداد میں اشعار بھی کہے، جن سے آپ کی عقیدت کا اظہار ہوتے۔

حضرت قادر بخش بیدلؒ نے لافانی شاعری کہنے کے بعد 16 ذیقعد 1289ھ میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔

محمد محسن بیکسؒ

قادر بخش بیدل کے صاحبزادے تھے، بیکس تخلص کیا کرتے تھے، آپ سندھی زبان کے معروف شاعر تھے، بیکس عالم جوانی میں ہی عالم بالا کو پرواز کرگئے، آپ نے روہڑی میں ہی 27 جمادی الثانی 1275ھ بمطابق 2 فروری 1859ء میں آنکھ کھولی، بیکس نے بھی اپنے والد گرامی کی طرح درگاہ قلندر پاک سے فیض روحانی حاصل کیا۔ آپ نے حضرت قلندر پاک کی شان میں اکثر مدحیں کہیں جن کے ہر ہر شعر میں قلندر پاک سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔

بیکس فقط 23 برس کی عمر میں ہی اس جہان فانی سے کوچ کر گئے، آپ نے 1298ھ بمطابق 1882ء میں وصال فرمایا۔

سید ناتھن شاہؒ

سید ناتھن شاہ ابن سید محمد معین لکھوی نے سید گلاب شاہ ابن سید صلاح الدین سجادہ نشین کے مرید سے بیعت کر رکھی تھی، آپ نے قلندر پاکؒ سے فیض روحانی حاصل کیا اور ان کی یاد میں ٹھٹھہ میں ایک آستانہ بھی بنوایا، وہاں شاہ صاحب نے خود بھی لوگوں کو فیوض سے نوازا۔

نین شاہ المعروف نین فقیرؒ

آپ حضرت شہباز قلندر کے روحانی طور پر فیض یافتہ تھے، آپ سندھی زبان میں بہت عمدہ شاعری بھی کرتے تھے۔ نین شاہ المعروف نین فقیر گڑھی یاسین تحصیل کے ایک گاؤں کے بہت بااثر شخص تھے اور حد درجہ قلندر پاک سے عقیدت رکھتے تھے، جب آپ فیض قلندری ہوا تو اپنی تمام جائیداد کو فروخت کرکے مستقل سہون میں سکونت اختیار کرلی،

یہاں آپ نے فقرا اور درویشوں کے لئے ایک جگہ تعمیر کروائی، جو آج بھی ان کے نام سے یعنی ''نین فقیر جی کافی'' سے مشہور معروف ہے، سہون شریف میں آپ اکثر بلند آواز میں ''کافی'' گاتے پھرتے تھے۔ لوگوں میں ان کی عقیدت دیدنی تھی۔

درگاہ شریف کی لازمی رسمیں

بعض اوقات بعض روایات مستقلاً رسومات کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں جو کہ اس شخصیت یا درگاہ کا لازمی جزو بن جاتی ہیں۔ درگاہ قلندر پاک کی بھی چند رسمیں ایسی ہیں کہ جن کو صدیوں سے باقاعدہ ادا کیا جا رہا ہے اور ان رسومات کے لوگ دل و جان سے عادی ہو چکے ہیں۔ ان رسموں کا ہم مختلف تعارف آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:۔

نوبت:

ہر علاقہ کی اپنی ایک علیحدہ اور جداگانہ تہذیب و ثقافت ہوتی ہے، خطہ پنجاب میں عام طور پر ڈھول کی آواز سے لوگ مانوس ہیں۔ مگر سرزمین سندھ میں لوگوں کی انسیت نوبت کی نوبت کی آواز کے ساتھ حد درجہ ہے۔ یہ ایک بہت بڑے پیالے کی شکل کی ہوتی ہے جس کے کھلے حصے پر چمڑا منڈھا ہوا ہوتا ہے۔ جس طرح کہ ڈھول کے دونوں اطراف میں ہوتا ہے، مگر نوبت میں صرف اوپر کی جانب ہی ہوتا ہے۔

نوبت کو عام طور پر زمانہ قدیم میں جنگوں کے آغاز و اختتام کے اوقات میں بجایا جاتا تھا، اس کی بناوٹ کچھ ایسی ہوتی ہے کہ جیسے ہی اس پر چوٹ لگائی جاتی ہے اس سے بڑی گونج دار آواز پیدا ہوتی ہے۔ نوبت بجانے کی رسم قدیم زمانے سے درگاہ قلندر پاک پر جاری و ساری ہے۔

درگاہ قلندر پاک پر روزانہ تین مرتبہ نوبت بجائی جاتی ہے۔ ایک تو شام کے وقت دوسری مرتبہ نوبت اس وقت بجائی جاتی ہے جبکہ درگاہ قلندر پاک کا دروازہ بند کیا جاتا ہے۔ یہ ایک طرح کا اعلان ہوتا ہے کہ اب درگاہ شریف کا دروازہ بند کیا جا رہا ہے۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ اس کی آواز سے لوگ خود بخود درگاہ شریف سے باہر چلے جاتے ہیں کہ اب دروازہ بند ہونے کا وقت ہے یعنی کسی کو زبردستی باہر نکالنے کی قطعاً ضرورت پیش نہیں آتی۔

تیسری مرتبہ نوبت اس وقت بجائی جاتی ہے جبکہ دروازہ کھولا جاتا ہے، یہ وقت ہوتا ہے تہجد کا، یعنی یہ بھی ایک طرح سے اعلان ہوتا ہے کہ قلندر پاک کے دیوانو اب درگاہ کی طرف آ جاؤ کیونکہ دروازہ کھولا جا رہا ہے۔ اس نوبت کی آواز کے ساتھ ہی لوگ جوق در جوق درگاہ شریف کی جانب قدم بڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔

عظیم الشان دھمال

یوں تو دھمال روزانہ ہی درگاہ پر ڈالی جاتی ہے یعنی شام کو ڈالی جاتی ہے۔ پھر جب درگاہ کا دروازہ بند کیا جاتا ہے تو اس وقت بھی دھمال ڈالتے ہیں اور صبح کی اذان سے قبل تہجد کے وقت شروع ہونے والی دھمال ختم کی جاتی ہے۔ یہ تو معمول کی دھمالیں ہیں ان کے لیے چھوٹی نوبتیں استعمال کی جاتی ہیں مگر جب سالانہ عرس مبارک کی تقریبات شروع ہوتی ہیں تو اس کے لئے بڑی بڑی نوبتیں استعمال کی جاتی ہیں ایک بوبت درگاہ کے اندر بڑے دروازے کے اندر بجائی جاتی ہے ایک درویش کرسی بچھا کر بیٹھ جاتا ہے اور پوری عقیدت کے ساتھ نوبت پر چوٹ لگاتا ہے اس کے علاوہ درگاہ کے باہر دھمال کے لئے بڑے علم کے نیچے نوبت پر چوٹ لگائی جاتی ہے تو علم کے اردگرد مست قلندر کی آوازوں فضا گونج اٹھتی ہے اور زمین دیوانوں مستانوں کے قدموں کی دھمک سے تھرا اٹھتی ہے پورے پاکستان

سے اس موقع پر قلندر پاک کے دیوانے اور متوالے ہاتھوں میں کڑے ڈالے نوبت پر چوٹ پڑتے ہی مستانہ وار دھمال ڈالنا شروع کر دیتے ہیں یہ سب لوگ مختلف زبانیں بولنے والے ہوتے ہیں مگر یہ ایک نعرہ مشترکہ لگاتے ہیں اور وہ نعرہ ہوتا ہے مست قلندر جب تک نوبت پر بجتی رہتی ہے دیوانوں کا رقص جاری رہتا ہے۔

قلندر شہباز علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک پر جو تین وقت دھمال ڈالی جاتی ہے وہ یقیناً ایک روح پرور نظارہ ہوتا ہے کہ جب نوبت پر چوٹ پڑتی ہے تو لاکھوں کے مجمع میں ایک نئی روح پیدا ہو جاتی ہے اور جو جہاں ہے وہ اپنی جگہ پر ہی دھمال ڈالنے لگتا ہے خود بخود پاؤں آگے پیچھے ہونے لگتے ہیں عرس مبارک سے قبل تو فقط فقرا ہی دھمال ڈالتے ہوئے نظر آتے ہی مگر عرس مبارک کے موقع پر ہر خاص و عام اور چھوٹا بڑا سبھی دھمال ڈالتے نظر آتے ہیں۔

عرس مبارک کے موقع پر یہ بھی ہوتا ہے کہ جماعتوں کی صورت میں آنے والے زائرین اپنے اپنے حلقوں میں دھمال ڈالتے ہیں مگر دھمال جدا جدا ڈالی جاتی ہے۔آپ خیال فرمائیں کہ جب رات کے سناٹے میں نوبت بجتی ہوگی اور لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند دیوانہ وار مست قلندر کے فلک شگاف نعروں سے دھمال ڈالتے ہوں گے تو کیا عجب نظارہ ہوتا ہوگا۔بعض زائرین تو اپنے پیروں میں گھنگرو بھی باندھ کر دھمال ڈالتے ہیں۔جو بھی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے میرے خیال میں تو اپنی ذات کی نفی کا ہی اظہار ہوتا ہے۔عام طور پر اس دھمال کو قلندری دھمال کہا جاتا ہے۔

عرس مباک حضرت لعل شہباز قلندر علیہ الرحمۃ 18، 19 اور 20 شعبان یعنی متواتر تین روز جاری رہتاہیاور تینوں دن یکساطور پر اظہار عقیدت کیا جاتا ہے۔مگر اس

ہوتا ہے مگر درگاہ قلندر پاک پر تین روز عرس منایا جاتا ہے۔

سب سے پہلے درگاہ پر ''ابدال کی کافی'' کے فقرا عقیدت مند اپنے مقررہ وقت پر دھمال ڈالتے ہیں دھمال ڈالتے ڈالتے یہ فقرا درگاہ کے اندر چلے جاتے ہیں اور درگاہ کی زیارت کرتے ہیں جب مقررہ وقت ختم ہو جاتا ہے تو یہ درویش واپس چلے جاتے ہیں اور اس سلسلہ میں کوئی زور زبردستی سیکھنے میں نہیں آتی۔سب لوگ اپنا اپنا فرض خوب پہچانتے ہیں۔

اس کے بعد ''کچہری کی کافی'' کے فقرا اور درویش دھمال ڈالتے ہیں اور درگاہ کی زیارت کرتے ہیں اس کے بعد ''سخی سلطان'' ''اولادی پیر'' بودلہ بہار، جمن جتی، دورہ حقانی، حاکم علی شاہ کی کافیوں کے فقراء درویش باری باری بڑے نظم وضبط کے ساتھ دھمال ڈالتے اور زیارت درگاہ سے سرفراز ہوتے ہیں۔یہ سلسہ مسلسل تین روز جاری رہتا ہے۔
اس کے بعد زائرین جو کہ زیادہ تر دوسرے علاقوں سے سہون شریف میں آئے ہوتے ہیں واپس اپنے شہروں کو لوٹنا شروع ہو جاتا ہیں مگر اپنے اپنے دلوں میں عقیدت واحترام کے سمندر بند کر کے لے جاتے ہیں۔

قلندر پاک کی مہندی

یہ رسم بھی قلندر پاک کی درگاہ کے ساتھ ہی خصوصیت کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ عام طور پر کسی اور درگاہ پر یہ رسم دیکھنے میں نہیں آتی مہندی دراصل چادر پوشی کی رسم کو مہندی کے نام سے ادا کرنے میں عقیدت محسوس کی ہے۔آپ بخوبی جانتے ہوں گے کہ دیگر درگاہ پر چادر پوشی کی رسم بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے یہ بھی اصل میں چادر پوشی کی رسم ہوتی ہے۔پورے پاکستان سے لوگ خوبصورت غلاف آپ کے مزار اقدس پر چڑھاتے

ہیں۔اگر مبالغہ آمیزی خیال نہ کی جائے تو یوں لگتا ہے کہ گویا چادریں چڑھانے کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ہر چادر ایک دوسرے بڑھ کر ہوتی ہے۔

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ تین روز مخصوص اوقات میں دھمال ڈالی جاتی ہے بالکل اسی طرح جب شام کو نوبت بجتی ہے تو قلندر پاک کی مہندی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔سب سے پہلے روز یعنی 18 شعبان کو سید گل شاہ صاحب کی طرف سے مہندی نکالی جاتی ہے۔مہندی خوبصورتی اور عقیدت کے جذبات کا زبردست اظہار ہوتی ہے۔مہندی کے تھالوں پر قیمتی ریشمی کپڑے کے غلاف ہوتے ہیں۔اس مہندی کے ساتھ ایک بہت بڑی تعداد میں صوفیائے کرام اور فقرا بھی ہوتے ہیں۔یہ فقرا درویش ایک وجدانی کیفیت میں گائے جاتے بجاتے اور دیوانہ وار دھمال ڈالتے ہوئے درگاہ قلندر پاک کی طرف بڑھتے ہیں۔اس مہندی کو مغرب کی نماز سے قبل درگاہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

اس کے بعد 1 شعبان کو ایک بڑی زبردست مہندی نکالی جاتی ہے۔اس مہندی کی بھی بڑی دھوم ہوتی ہے۔یہ مہندی فقیر مولچند کی جانب سے لائی جاتی ہے۔آپ حیران ہو گے کہ ایک ہندو خاندان کا جد امجد منجر بن میر و حضرت شہباز علیہ الرحمۃ کا معتقد ہو گیا تھا۔یہ بھی قلندر پاک کی ایک کرامت دیکھ معتقد ہوا تھا۔اس لئے خاندان اپنے جد اعلیٰ کی روایت کو آج تک برقرار رکھے ہوئے ہے۔

اور اس کے بعد یعنی 20 شعبان کو "قانون گو" خاندان کی مہدی کی رسم کو اپنی قدیم روایات کے مطابق ادا کرتا ہے۔اس خاندان کے متعلق بھی روایت ہے کہ "قانون گو" خاندان حضرت شہباز قلندر علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ایک بہت طاقتور خاندان تھا۔اور اس خاندان کا اثر و رسوخ بہت زیادہ تھا مگر حضرت قلندر پاک کی کسی کرامت سے اس

خاندان کے بڑے آپ کے عقیدت مند ہو گئے۔اسی دیرینہ تعلق کی وجہ سے یہ خاندان صدیوں سے مہندی کی رسم پوری آب و تاب سے ادا کر رہا ہے۔اس مہندی کے ساتھ بھی بہت زیادہ رونق ہوتی ہے اور عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد دیوانہ وا دھمال ڈالتی ہوئی آتی ہے۔

اس کے علاوہ پورے پاکستان میں قلندر پاک کے دیوانے اپنے اپنے طور پر یہ رسم بڑے زور و شور سے ادا کرتے ہیں اور قلندر پاک کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔یہ قلندری دیوانے مہندی نکالتے ہیں تو دھمال کی نوبت کا بھی زبردست اہتمام کرتے ہیں۔

قلندر پاک کے سالانہ عرس مبارک پر سہون شریف پورے پاکستان کا مرکز بن جاتا ہے۔جہاں پورے پاکستان سے زائرین دیوانوں کی طرح کھنچے چلے آتے ہیں جبکہ ایران اور افغانستان اور بھارے سے بھی کثیر تعداد میں عقیدت مند شرکت کرتے ہیں۔ہر رنگ و نسل کے لوگ آپ سے یکساں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔یہ سب آنے والے یہاں سے اپنی مرادوں کی جھولیاں بھر کر جاتے ہیں اور اس کے بعد اپنے اپنے شہروں میں پہنچ کر اگلے برس کے عرس کے پروگرام بناتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہر سال عرس مبارک پر اظہار عقیدت کے مظاہروں کو اور بھی زیادہ قوت دکھائی دیتی ہے۔

میرا تعلق چونکہ لاہور شہر سے ہے۔اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ جب عرس مبارک کی تاریخ نزدیک آ جاتی ہے تو پورا شہر لاہور قلندر پاک کے عرس کے رنگ برنگے اشتہاروں سے سج جاتا ہے یہ سب کچھ انفرادی طور پر ہوتا ہے۔

علم

قلندر شہباز علیہ الرحمۃ کی درگاہ شریف کے دروزے کے عین سامنے ایک آسامان کی وسعتوں سے باتیں کرتا ہوا ایک علم موجود ہے درگاہ شریف کی زیارت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، انہوں نے یہ علم ضرور دیکھا ہوگا جبکہ عرس مبارک کے موقع پر چھاپے گئے اشتہاروں میں بھی یہ نظر آتا ہے۔ دراصل یہ علم نہیں ہے بلکہ ہے جو کہ ایک درخت پر لگایا گیا۔ اگر آپ کسی بھی ایسی تصویر کو دیکھیں کہ جس میں درگاہ کے سامنے علم دکھایا گیا تو آپ کو اس علم کی ایک طرف طویل ترین سیڑھی نظر آئے گی جو کہ سرخ رنگ کی ہے۔

میاں محبوب عالم صاحب جو کہ اولیائے کرام کے خادم ہیں فرماتے ہیں کہ یہ علم ایک بہت ہی طویل درخت کے اوپر لگایا تاھ اور جس زمانے میں یہ رخت یہاں لگایا تھا اس زمانے میں سہون شریف میں اس قدر کشادہ گلیاں نہیں ہوا کرتی تھیں بلکہ اس زمانے کے مطابق نہایت چھوٹی چھوٹی گلیاں ہوا کرتی تھیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہاں کے صاحب نظر لوگوں نے بتلایا ہے کہ اس درخت کو قلندر شہباز نے اپنی انگلی کے اشارے سے اس جگہ پر لا کر کھڑا کر دیا تھا۔ یہ درخت دریا میں بہتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ اچانک قلندر پاک کی نظر اس پر جا پڑی آپ نے اپنی انگلی کے اشارے سے اس کو جگہ لا کر گاڑھ دیا۔

اب کچھ عرصہ ہوا ہے کہ اس کے چاروں طرف مضبوط چہار دیواری بنا دی گئی ہے تا کہ تاریخ اہمیت کا درخت محفوظ کیا جاسکے، وگرنہ احتمال تھا کہ عقیدت منداس درخت کو یہی آہستہ آہستہ اپنے گھروں میں کھرچ کھرچ کرلے جاتے۔ اس قدر طویل عم دنیا میں کسی جگہ بھی موجود نہیں ہے۔ اس کا سایہ پورے سہون شریف پر چھایا ہوا ہے۔

شانِ قلندرؒ میں نذرانہ عقیدت

عشق علیؑ میں فنا ہیں قلندرؒ
صاحب تاج وفا ہیں قلندرؒ

دھوم ہے سخاوت کی سارے جہاں میں
نام لینے والوں پہ مہربان ہیں قلندرؒ

پرواز ہے جن کی فرش سے عرش تک
اسرار حق کے رازداں ہیں قلندرؒ

اور بھی ہیں ولی، قطب و ابدال
شان میں سب سے جدا ہیں قلندرؒ

حاضری دیں در پہ صاحب کمال بھی
سالکین حق کے رہنما ہیں قلندرؒ

ہر مراد پوری ہوئی میری جب سے
میرے لئے سر التجا ہیں قلندرؒ

ملا سرورِ زندگی عشق قلندرؒ سے
حیات رضاؔ کی ابتدا ہیں قلندر